تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری نمبر

تحقیقی مقالہ برائے ایم اے (شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

سدرہ عبدالخالق

نگران مقالہ

ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور

مدیر اعلیٰ

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

ادارۃ المنتہیٰ پاکستان

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	حمد باری تعالیٰ	7
2	ترانۂ ختم نبوت	8
3	چراغِ راہ	9
5	اظہار تشکر	11
6	مقالہ کی ترتیب کے بارے میں چند گزارشات	14
	باب اول: مصنف کے احوال و آثار اور تصانیف	
7	فصل اول: بابو پیر بخش لاہوری (حالاتِ زندگی)	17
8	نام	17
9	پیدائش	17
10	خاندان	18
11	حسن اخلاق	19
12	تعلیم	19
13	ملازمت	20
14	تبلیغ دین و اشاعت اسلام	20
15	وفات	20
16	فصل دوم: بابو پیر بخش لاہوری کی تصانیف	23

17	معیار عقائد قادیانی	24
18	اسلام کی فتح اور مرزائیت کی تازہ ترین شکست	27
19	کشف الحقائق	27
20	کاشف مغالطہ قادیانی فی رد نشان آسمانی	27
21	ایک جھوٹی پیشین گوئی پر مرزائیوں کا شور وغل	27
22	حافظ الایمان	27
23	کرشن قادیانی	27
24	بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی	28
25	تردید معیار نبوت قادیانی	29
26	مباحثۂ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی	30
27	تحقیق صحیح فی قبر مسیح	31
28	الاستدلال الصحیح فی حیاۃ المسیح	32
29	اظہار صداقت (کھلی چھٹی بنام محمد علی خواجہ کمال الدین لاہوری)	34
30	تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامۃ	34
31	تفریق درمیان اولیائے امت اور کاذب مدعیانِ نبوت	36
32	قادیانی کذاب کی آمد پر ایک محققانہ نظر	37
33	خدمات مرزا	38
34	مرزائیوں کے بیس سوالات کے جوابات	38
35	مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟	39
36	رسائل و جرائد (خصوصی نمبرز)	40
37	میر قاسم علی مرزائی کی ایک ہزار روپیہ انعام والی کتاب کا جواب	47

38	ضروری گزارش	48
39	بابو صاحب کی تقریر	48
40	انجمن تائید الاسلام	49
41	التماس ضروری برادرانِ اسلام	49
42	فصل سوم: چند نئے گوشے	53
43	حاصل بحث	55
44	ذیلدار خاندان کا تعارف	56
45	جامعہ فتحیہ کا تعارف	56
46	میاں قمر الدین کا تعارف	58
	باب دوم: عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت	
47	فصل اول: عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت	60
48	دلائل ختم نبوت قرآن مجید کی روشنی میں	63
49	دلائل ختم نبوت احادیث کی روشنی میں	67
50	فصل دوم: قادیانیت کیا ہے؟	71
51	قادیانیت کی ابتداء	72
52	قادیانی مذہب کا اصل نام	73
53	فتنہ قادیانیت	73
	باب سوم: دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش لاہوری کی خدمات	
54	فصل اول: اللہ تعالیٰ کے وجود سے ختم نبوت پر بابو پیر بخش لاہوری کا استدلال	75
55	مرزا قادیانی کا خدائی دعویٰ (نعوذ باللہ)	75
56	آنحضرت ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا اور حقیقت خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا	77

57	مرزا قادیانی کا بیان	78
58	وحی، الہام وملائکہ کے بارے میں مرزا قادیانی کی تعلیم	80
59	مختلف وحی والہامات کی تعلیم	84
60	فصل دوم: مرزا غلام احمد کی نبوت کو باطل کرنے میں محمد ﷺ کی بشارت	89
61	جدید فتنہ اور جدید نبی	91
62	دلائل	93
63	نبوت کے عقیدے کے بیان میں مرزا کی تعلیم	108
64	فصل سوم: حضرت مسیح کی حیات کے بارے صحیح استدلال	115
65	مسیح موعود اور امت محمدیہ ﷺ کا جواب	119
66	مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی کی رائے	123
67	خلاصۂ تحقیق	124
68	سفارشات	125
69	مصادر ومراجع	127
70	رپورٹ: سالانہ ختم نبوت کانفرنس (شکر گڑھ)	131
71	دفاع ختم نبوت تربیتی نشست	134
72	رپورٹ: تحفظ ختم نبوت تربیتی کنونشن	135

حمد باری تعالیٰ

دوسرا کون ہے، جہاں تُو ہے
کون جانے تجھے، کہاں تُو ہے

لاکھ پردوں میں، تُو ہے بے پردہ
سو نشانوں میں بے نشان تُو ہے

تُو ہے خلوت میں، تُو ہے جلوت میں
کہیں پنہاں، کہیں عیاں تُو ہے

نہیں تیرے سوا یہاں کوئی
میزباں تُو ہے، مہماں تُو ہے

نہ مکاں میں نہ لامکاں میں کچھ
جلوہ فرما یہاں وہاں تُو ہے

رنگ تیرا چمن میں، بُو تیری
خوب دیکھا تو، باغباں تُو ہے

محرمِ راز تو بہت ہیں امیرؔ
جس کو کہتے ہیں رازداں، تُو ہے

(امیر مینائی)

ترانۂ ختم نبوت

اس نظریے پر ہی قائم پاکستان ہمارا ہے
صدقِ دل سے ختمِ نبوت پر ایمان ہمارا ہے

اے دجّالِ دہر کہو تو سینہ چیر کے دکھلا دیں
ختمِ رُسل کی حرمت پر سب کچھ قربان ہمارا ہے

وعدہ ہے ناموسِ نبی پر ہم ہر چیز لٹا دیں گے
ان کی عزت پر مر مٹنا بس ارمان ہمارا ہے

میرے نبی ہی دورِ رسالت کے خاتم اور خاتَم ہیں
اوّل و آخر شان ہے ان کی یہ ایقان ہمارا ہے

ان کے بعد پیمبر کوئی آئے یہ ناممکن ہے
جلوہ فرما تختِ ہدایت پر سلطان ہمارا ہے

ان کا عاقب و خاتم ہونا لابدّی و دائم ہے
ان کے شاہد ہونے پر، شاہد قرآن ہمارا ہے

آؤ اے شہزادؔ فدا ہوجائیں ان کی عظمت پر
ہر میدان میں حامی و ناصر خود رحمن ہمارا ہے

(نگارش: علامہ محمد شہزاد مجددی)

چراغِ راہ

خواجہ غلام دستگیر فاروقی

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں اسی بنیادی عقیدہ کی حفاظت کے لئے صدرِ اسلام سے لے کر آج تک رہنمایانِ دین نے علمی و عملی اور تبلیغی میدان میں بے مثال محنت اور قربانیاں پیش کی ہیں۔ نتیجتاً یہ عقیدہ امت کے عوام و خواص میں نظری و استدلالی مسئلہ نہیں رہا بلکہ ایک بدیہی عقیدہ بن چکا ہے جس کو ہر مسلمان جانتا ہے۔

اہل حق اور قافلہ تحفظ ختم نبوت کی خوش نصیب ہستیوں میں ایک خوش نصیب ہستی قاطع قادیانیت حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جنہوں نے حکیمانہ اسلوب کے ساتھ سہل الفاظ میں قادیانی حضرات سے براہ راست خطاب کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے پہلے قادیانی کتب کا بغور مطالعہ اور زبردست مطالعہ کیا بعد ازاں کئی منصفانہ، غیر جانبدارانہ اور ناصحانہ کتب تصنیف فرمائیں۔

میدانِ تحقیق و آگہی اور اسلاف کے جذبۂ محبت سے سرشار کڑھتی ہوئی شخصیت محب گرامی ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری زید اقبالہ (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور) نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدماتِ ختم نبوت پر کام کو سامنے لایا جائے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے ایم اے (اسلامک اسٹڈیز) کی طالبہ سدرہ عبدالخالق کو ایم اے کی سند کے حصول کے لئے ”دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش کی خدمات“ کا عنوان دیا اور اپنی نگرانی میں مکمل کروایا۔

محققہ محترمہ سدرہ عبدالخالق نے خوب محنت و جستجو سے بطریق احسن اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے مقالہ کو اس طرح مرتب کر لیا کہ بہت سے نئے گوشے سامنے لانے میں وہ

کامیاب ہوگئیں۔

مقالہ کی اصل ان پیج فائل اور پروف ریڈنگ کے کٹھن مراحل سے گزرنے کے بعد احقر نے چیکنگ کے لئے مسودہ ڈاکٹر خورشید احمد قادری زید شرفہ اور برادرم محمد ثاقب رضا قادری حفظہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کیا۔ احباب نے ملاحظہ و تصحیح کے بعد فقیر کی تصنیف ”کتابیات ختم نبوت“ جلد اول صفحہ ۱۳۹ تا سے ۱۶۰ (جو بابو پیر بخش لاہوری کی کتب کے تعارف پر مشتمل ہیں) اور زیر ترتیب ”کتابیات ختم نبوت“ جلد دوم سے تحفظ ختم نبوت و رد قادیانیت پر مشتمل آپ کے ماہنامہ رسالہ ”تائید الاسلام“ پر خصوصی نمبرز کا تعارف مقالہ میں شامل کرنے کا حکم اور ضرورت محسوس کی جو کسی وجہ سے مقالہ میں نہیں آسکا تھا۔ مقالہ کے باب دوم و سوم کو ہم نے بتصرف مختصر کیا جن کی تفصیل آپ اُس جگہ ملاحظہ کریں گے۔

مقالہ نگار نے ”سفارشات“ میں جو کچھ نکات سامنے رکھے ہیں اُن پر مزید کام کی ضرورت ہے۔

”ادارۃ المنتھٰی پاکستان“ کے پلیٹ فارم سے سہ ماہی ”المنتھٰی“ کی تیسری خصوصی کاوش ہے۔ قبل ازیں جولائی تا دسمبر ۲۰۱۸ خاص اشاعت ۱۱۲ صفحات پر اور جنوری تا جون 2021 ”قادیانیت پر آخری ضرب نمبر“ (۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی فیصلہ کو مختصر روئیداد، اردو، عربی، انگلش) ۱۷۰ صفحات پر خوبصورت ٹائٹل اور ورق سے منظر پر آیا۔ تحفظ ختم نبوت و ردّ قادیانیت پر علمی و تحقیقی میدان میں کچھ نئی چیز سامنے لانا ہماری اوّلین ترجیح ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری اور محمد ثاقب رضا قادری (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور) دونوں شخصیات کا بے حد شکریہ جنہوں نے ادارے پر اعتماد و محبت کرتے ہوئے ایک نیا علمی و تحقیقی کام سپرد کیا۔

اراکین ادارہ و رابطہ کمیٹی سہ ماہی ”المنتہیٰ“ (قاری محمد مجید نوری، مولانا نور نبی نقشبندی، عمر علی قادری عطاری) کی محبتوں کا شکریہ جو اخلاص و وفا سے اپنی ڈیوٹی نبھا رہے ہیں اور سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت کا عملی ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

☆

اظہار تشکر

شکر گزار ہوں رب کائنات کی کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ جس کی مدح سرائی شان ربوبیت اور عظمت کبریائی کا ڈنکا بجا رہا ہے۔صلوٰۃ وسلام ہو اس ہستی پر جن کی بعثت ہمارے لیے نعمت کبریائی اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال ہمارے لیے راہ ہدایت ہیں۔آپ ﷺ نے اپنی سیرت و کردار سے اپنی امت کو درس ہدایت دیا ان میں سے ایک درس یہ بھی ہے کہ اپنے محسنین کا شکر ادا کیا کرو۔

حدیث نبوی ﷺ ہے:

مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ الله

میں اپنے مقالہ کی تکمیل پر سب سے پہلے اپنے والدین کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ کیونکہ خالق بزرگ و برتر کے بعد اگر اس فانی دنیا میں کوئی پرخلوص رشتہ ہے تو وہ والدین کا ہے۔ میں اس قابل تو نہیں کہ اپنے والدین کا شکریہ ادا کرسکوں مگر میں اپنی والدہ محترمہ کی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے میرے والد گرامی کی وفات (۱۹۵۷ء/ ۲۰۱۰ء) کے بعد مجھے سنبھالا گو کہ باپ جیسی ہستی کی کمی پوری نہیں کی جا سکتی مگر میری والدہ نے حتیٰ المقدور اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی اور زندگی کی اس کڑی دھوپ میں میری والدہ ایک مہربان سائبان ثابت ہوئیں اور تمام مشکل حالات میں میرے لیے ڈھال بن گئیں۔

یہ میرے رب کی مجھ پر نظر کرم ہی ہے کہ جس نے تحقیقی مقالہ کے لیے میرا نگران ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری (پ ۱۹۶۹ء) کو مقرر کر دیا۔ اگر میں اس موقع پر اپنے استاذ محترم کا شکریہ ادا نہ کروں تو یہ سراسر نعمت خداوندی کی ناشکری ہوگی۔ میرے استاذ محترم ہر قدم پر شفیق باپ کی طرح رہنمائی فرماتے۔ مایوسی میں امید کا دھاگہ میرے ہاتھ میں تھمانا محض میرے

محترم استاذ کا ہی خاصہ ہے۔ جب کبھی مشکل کا سامنا کرنا پڑا تو آسان حل تلاش کر دیا۔ آپ ہی کی راہنمائی کی وجہ سے آج راقمہ کچھ لکھنے کے قابل ہوئی ہے۔ اپنے استاذ محترم کی تمام پر خلوص کاوشوں کو یہاں محض شکریہ کے لفظ میں سمیٹ رہی ہوں۔

اس کے بعد وہ شخصیات جن کے بغیر میرے لیے کام کو آگے بڑھانا ناممکن تھا۔ ان میں سرفہرست محمد ثاقب رضا قادری (پ ۱۹۸۴ء) ہیں جو ۱۰ سے زائد کتب کے مصنف اور ایک بہترین ریسرچر ہیں۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے اپنی قیمتی مصروفیات میں سے وقت نکال کر میری ہر ممکن مدد فرمائی۔ آپ میرے استاذ محترم کے بہترین دوست ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر خورشید قادری کے توسط سے آپ کا تعاون مجھے نصیب ہوا۔ آپ کی خصوصی توجہ کے باعث یہ مقالہ اپنی تکمیل کو پہنچا۔

میرے اس تحقیقی سفر کی ایک اور مہربان اور معاون شخصیت توفیق احمد جونا گڑھی ہیں جو کہ ''ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ'' کراچی کے منتظم و بانی اراکین میں سے ہیں۔ اس ادارے کے تحت ''عقیدہ ختم نبوت'' کے نام سے سولہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ آپ نے مجھے کراچی سے ''عقیدہ ختم نبوت'' کی جلد نمبر چودہ، پندرہ اور سولہ بھیجی۔ اور جس حد تک ممکن ہو سکا مقالہ کی تکمیل میں میری مدد کی۔

بابو پیر بخش کے رسالہ ''انجمن تائید الاسلام'' کی فائلوں کو حاصل کرنے میں مجھے بہت محنت کرنی پڑی اور بڑی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ میں شائد مایوس ہو کر ان رسائل تک رسائی حاصل نہ کر پاتی اگر میرے شفیق استاد محترم ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری صاحب میری حوصلہ افزائی نہ کرتے۔ آپ کے یہ الفاظ مجھے بے حد حوصلہ دیتے کہ: ''بیٹا جی! آپ تلاش جاری رکھیں ان شاء اللہ، اللہ پاک مدد فرمائے گا''۔

میں نے ان رسائل کے متعلق توفیق احمد جونا گڑھی سے بات کی تو انہوں نے مجھے نہایت مہربان شخص مولانا کاشف اقبال مدنی (مصنف ''قادیانیت کے بطلان کا انکشاف'') سے رابطہ کرنے کو کہا۔

میں نے بذریعہ ٹیلی فون کاشف اقبال صاحب سے رابطہ کیا۔ انہوں نے مجھے فیصل آباد

سے رسائل کا پی کروا کر بھیجنے کی حامی بھری۔ میں بے حد شکر گزار ہوں کہ طویل انتظار (تین ماہ) کے بعد کاشف صاحب نے مجھے الحمدللہ ان رسائل کی کاپی بھجوا دی اور میں نے اپنا مقالہ لکھنا شروع کیا۔

تکمیل مقالہ میں دو اور اہم شخصیات میاں محمد عفان ناظم اعلیٰ جامعہ فتحیہ اور ڈاکٹر ضیاء الحق قمر (پ ۱۹۷۳ء) (مصنف ''جامعہ فتحیہ تاریخ کے آئینے میں'') ہیں آپ میرے استاذ محترم کے بہترین دوست بھی ہیں اسی نسبت کے سبب آپ نے مجھ پر خاص توجہ فرمائی۔ بذریعہ واٹس ایپ متعلقہ مواد کی فراہمی میں آپ نے ہر طرح کی رہنمائی فرمائی۔

ان تمام شخصیات کے علاوہ اپنی فیملی کی بہت مشکور ہوں۔ جن میں میرے چھوٹے بھائی سفیان عبدالخالق (پ ۱۹۹۹ء) جنہوں نے میرے لیے دوران تحقیق آمد و رفت کو آسان بنایا اور میرے بھائی ذیشان عبدالخالق (پ ۱۹۹۵ء) نے اپنی مصروفیات کے باوجود میرے کام کو آگے بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا اور بروقت فوٹو کاپیاں اور پرنٹس نکلوا کر دیئے۔ اس کے بعد میں اپنے ماموں جان ڈاکٹر میاں زاہد محمود (پ ۱۹۷۳ء) کی شکر گزار ہوں جو دوران تحقیق اسفار میں میرے رفیق رہے۔ میں اپنے کزن اسامہ اشرف کی بھی ممنون ہوں جنہوں نے ہر معاملہ میں میری حوصلہ افزائی کی اور مقالہ لکھنے میں میری مکمل راہنمائی فرمائی۔ میں اپنے ہم جماعت محمد حنیف (جو کہ جی سی یونیورسٹی لاہور میں اسسٹنٹ ہیں) کی بھی بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مقالہ کی تکمیل میں میری راہنمائی فرمائی اور مقالہ کو بروقت کمپوز کیا۔

میں شعبہ عربی و علوم اسلامیہ کے تمام اساتذہ جناب ڈاکٹر محمد سلطان شاہ، ڈاکٹر حافظ محمد نعیم، ڈاکٹر محمد فاروق حیدر، ڈاکٹر عابد ندیم، ڈاکٹر نعیم انور الازہری، ڈاکٹر امتیاز احمد، ڈاکٹر نائلہ صفدر، ڈاکٹر محمد قاسم بٹ، حافظ سفارش علی اور میرے نگران مقالہ ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری کی بھی بے حد شکر گزار ہوں جن کی محبت نے مجھے کو اس قابل بنایا کہ آج میں ایک مقالہ تحریر کرنے کے قابل ہو سکی۔

سدرہ عبدالخالق

☆

مقالہ کی ترتیب کے بارے میں چند گزارشات

آج سے دو سال قبل مجھے جی سی یونیورسٹی لاہور میں داخلہ ملا تو گویا خوابوں کی تعبیر مل گئی۔ دو سال محترم اور شفیق اساتذہ کرام نے بہت محنت سے میری شخصیت کو پروان چڑھایا۔ چھ ماہ قبل ایک دوپہر جب میں نے یونیورسٹی کی پرکشش عمارت میں قدم رکھا تو یہ خبر میرے لیے منتظر تھی کہ دو سالہ ایم۔اے کیلئے تھیسس اب لازمی ٹھہرا دیا گیا ہے۔ میں اس خبر سے بے حد پریشان ہوگئی۔ بوجھل دل کے ساتھ گھر کی راہ لی۔ گھر والوں نے تسلی آمیز کلمات سے نوازا۔ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، گھر اور یونیورسٹی میں ہر جگہ میں ایک ہی دعا کرتی کہ اے رحیم و کریم رب! میرے لیے آسانی پیدا فرما۔ اور میری نگرانی کے لئے ایسا استاذ مقرر فرما جو مجھ پر میرے والدین کی طرح مہربان ہو۔ بس پھر رحمت خداوندی جوش میں آئی اور میری دعا کو قبول کرلیا گیا۔ میرے نگران مقالہ ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری کا نام میرے لیے بالکل نیا تھا۔ اس سے پہلے میں اپنے استاذِ محترم کی شخصیت سے بالکل ناواقف تھی۔ میرے خیالات کی دنیا میں وہ نہایت سخت گیر استاذ تھے لیکن اپنے استاذ محترم سے پہلی بار گفت و شنید نے مجھے اپنے خود ساختہ خیالات کی نفی کرنے پر مجبور کر دیا۔ میں نے استاذ محترم سے مقالے کے عنوان کے متعلق بات کی تو استاذ محترم نے مجھے ''دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش لاہوری کی خدمات'' پر مقالہ لکھنے کو کہا۔ ڈاکٹر خورشید کی رہنمائی سے پہلے موضوع کا کچھ علم نہ تھا۔ آپ کے مشورے سے میں نے تحقیق کا آغاز کیا۔

استاذ محترم نے مجھے ثاقب رضا قادری سے رابطہ کرنے کو کہا۔ ثاقب رضا قادری صاحب سے میں نے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کیا۔ انہوں نے موضوع سے متعلق میری راہنمائی فرمائی اور

مجھے توفیق احمد جونا گڑھی سے رابطہ کرنے کو کہا۔ توفیق احمد صاحب سے میں نے رابطہ کیا اور انہوں نے نہایت شفقت سے مجھے ''عقیدہ ختم نبوت'' کی جلد نمبر چودہ، پندرہ، اور سولہ بذریعہ ڈاک بھیجی۔ انہوں نے میرے استاذ محترم کے لئے بھی ان کتابوں کا ایک سیٹ بھیجا۔

''انجمن تائید الاسلام'' کے رسائل کو تلاش کرنے میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ میں شائد مایوس ہو کر اِن رسائل تک رسائی حاصل نہ کر پاتی اگر توفیق احمد جونا گڑھی صاحب میری مدد نہ فرماتے۔ انہوں نے مجھے کاشف اقبال مدنی سے رابطہ کرنے کو کہا۔ میں نے بذریعہ ٹیلی فون کاشف اقبال مدنی سے رابطہ کیا ان کے پاس انجمن تائید الاسلام کے رسائل موجود تھے۔ انہوں نے تین ماہ بعد مجھے رسائل کی کاپی بذریعہ ڈاک بھجوادی۔ پھر میں نے اپنے مقالہ کو لکھنا شروع کیا۔

میں اس بات کو سمجھتی ہوں کہ میں اپنے والد صاحب کی ذمہ داری ہوں لیکن وہ دنیا میں نہیں ہیں۔ میرے بھائیوں اور ماموں نے میرے والد کی طرح کردار ادا کیا۔ مجھے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے دوران تحقیق آمدورفت کو میرے لیے آسان بنایا۔ میں تہہ دل سے ان کی شکر گزار ہوں اور ان کے لئے ہر لمحہ دعا گو ہوں۔

عنوان مقالہ ''دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات'' کو تین ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب میں تین فصلیں ہیں۔

پہلا باب ''مصنف کے احوال و آثار اور تصانیف'' کے متعلق ہے۔ بابو پیر بخش لاہوری کے حالات زندگی کے متعلق کتابوں اور ان کے رسائل سے چند جملے ہی ملتے ہیں۔ بابو صاحب کی حالات زندگی کو تلاش کرنے میں راقمہ نے ہر ممکن کوشش کی۔ جس کے لیے محققہ جنرل پوسٹ آفس لاہور، بھاٹی گیٹ، ذیلدار حویلی (جہاں اب سلمان اسکول بن گیا ہے) گئی۔ اور لوگوں سے بابو صاحب کے متعلق جاننے کی کوشش کی۔ محققہ بابو پیر بخش کی حالاتِ زندگی کے متعلق زیادہ نہیں جان سکی لیکن ڈاکٹر ضیاء الحق قمر کی مدد سے چند نئے گوشے سامنے

لانے میں ضرور کامیاب ہوئی ہے۔

دوسرا باب: ''عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت'' کے متعلق ہے۔ اسی باب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے متضاد بیانات کی روشنی میں ان کے حالات زندگی کو بھی قلم بند کیا ہے۔

تیسرا باب: ''دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش لاہوری کی خدمات'' پر ہے۔ جس میں پہلے مرزا قادیانی کے جھوٹے دعوے خود ان کے اور ان کی امت کے بیانات کی روشنی میں بیان کیے ہیں۔ پھر بابو پیر بخش لاہوری کے الفاظ اور قرآن و سنت کی روشنی میں ان کے جوابات کو بیان کیا گیا ہے۔

اب تو بس یہی دعا ہے کہ اللہ میری اور استاذ محترم کی کوششوں پر کُنْ کہہ دے اور مجھے اپنے اساتذہ اور والدین کی امیدوں پر پورا اُترنے کی توفیق دے۔ آمین!

☆

فصل اوّل

بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (حالاتِ زندگی)

جناب بابو پیر بخش لاہوری کا شمار اہل سنت و جماعت کی ان علمی شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے تحریر وتقریر کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔ لاہوری صاحب ان اولیاء اللہ میں سے ہیں جن کا نام آتے ہی بڑے بڑے علماء کرام اور بزرگ ہستیوں کے سر عقیدت و محبت سے جھک جاتے ہیں اور آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ حضرت لاہوری کا تعلق ان علماء حق سے ہے جو کہ تمام زندگی قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند کرتے اور لاکھوں لوگوں کو شرک و بدعت اور ضلالت و گمراہی کے گڑھوں سے نکال کر ان کے دلوں میں توحید الٰہی، عشق نبوی، حُبّ صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت رضی اللہ عنہم کی شمعیں روشن کیں۔

نام

بابو پیر بخش کے رسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پورا نام بابو محمد پیر بخش ہے۔[1] لاہور شہر سے نسبت کی وجہ سے ان کو لاہوری بھی کہا جاتا ہے۔ آپ بابو اس لیے کہلائے کیونکہ آپ محکمہ ڈاک میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر فائز تھے۔[2] اس وقت رواج یہ تھا کہ ہر سکول و کالج پڑھے لکھے یا جو کوئی سرکاری ملازم ہوتا تھا اس کو "بابو" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ان کا نام پیر بخش تھا۔ بعد میں بابو ان کے نام کا مستقل حصہ بن گیا۔ بابو پیر بخش لاہوری ہی ان کے نام کی پہچان ہے۔

پیدائش

بابو صاحب کی پیدائش کے متعلق ان کی کسی کتاب یا رسائل میں کچھ نہیں لکھا گیا۔

---

[1] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، شمارہ: ۲۱، اگست ۱۹۱۵ء، ص: ۱۶

[2] عقیدہ ختم نبوت، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ پاکستان، ۲۰۱۷ء، ج: ۱۶، ص: ۳

جیسا کہ ہمیں معلوم ہے بابو صاحب محکمہ ڈاک میں کام کرتے تھے۔ وہ ۱۹۱۲ء میں ریٹائر ہوئے۔[3] محققہ کی تحقیق کے مطابق اُن دنوں انگریز حکومت کے ضوابط ملازمت کے مطابق ۶۰ سال کی عمر میں ریٹائرمنٹ ہوا کرتی تھی۔ اگر بابو پیر بخش کی ریٹائرمنٹ (۱۹۱۲ء) کے مطابق ۶۰ سال پیچھے جائیں تو بابو صاحب کا سالِ پیدائش ۱۸۵۲ء بنتا ہے۔ یعنی بابو بخش ۱۸۵۲ء میں لاہور شہر میں پیدا ہوئے۔ لاہور کو پاکستان کا ثقافتی، تعلیمی، تاریخی مرکز، پاکستان کا دل اور باغوں کا شہر کہا جاتا ہے۔ یہ شہر دریائے راوی کے کنارے واقع ہے۔

خاندان

محترم بابو پیر بخش بھاٹی دروازہ لاہور کے رہنے والے تھے۔[4] قدیم لاہور کے گرد قائم فصیل میں متعدد مقامات پر شہر میں داخلے کے لئے رکھے گئے دروازوں میں سے ایک اہم دروازہ بھاٹی دروازہ ہے جو سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی سمت واقع ہے۔ یہ بھاٹ قوم کی طرف منسوب ہے جو بعد آبادی ایاز اُس کے ایک محلہ کو چہ ذیلداراں میں آباد ہوئے تھے۔ اسی کے اندر بازار حکیماں ہے جہاں بڑے بڑے نام ور طبیب رہتے تھے۔

بابو پیر بخش کے رسائل (انجمن تائید الاسلام) سے پتہ چلتا ہے کہ بابو صاحب کا تعلق ذیلدار خاندان سے تھا۔[5] بابو پیر بخش بن میاں امام بخش بن خدا یار کے والد ذیلدار تھے۔ اُن کے بعد بابو صاحب کے بھائی اللہ بخش صاحب ذیلدار بنے۔ بابو صاحب کا ایک ہی بیٹا تھا جس کا نام قادر بخش تھا وہ انگلینڈ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد کابل کی سرکاری صنعت و حرفت کا نگران اعلیٰ بنا۔[6]

---

[3] عقیدہ ختم نبوت، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ پاکستان، ۲۰۱۷ء، ج: 15، ص: 4

[4] عقیدہ ختم نبوت، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ پاکستان، ۲۰۱۷ء، ج: ۱۴، ص: ۳

[5] بابو پیر بخش، انجمن تائید الاسلام، شمارہ، ۲۰، جولائی ۱۹۲۵ء، ص: ۱۶

[6] محمد کلیم، میاں، محمد اویس، میاں، ضیاء الحق قمر، ڈاکٹر، شجرہ نسب خاندان ارائیاں ذیلدار، مرتب: ملک سعید احمد، جامعہ فتحیہ لاہور

بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۸۰ / ۱۷۵۷ء کے مرشد عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴۳ / ۱۷۲۸ء آرائیں تھے مگر ''شاہ'' کے لقب سے ملقب تھے۔ حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں خوبصورت بات کی ہے:

جے تُوں بندہ بننا ایں سائیاں دا
تے پھڑ لے پلہ آرائیاں دا

حُسنِ اخلاق

بابو صاحب کے رسائل اور کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بابو صاحب اپنے دوستوں اور اکابرین کے نام بڑے احترام سے لکھا کرتے لیکن جو مرتد لوگ، اسلام کے مخالف ہیں ان کے لیے اُن کا لہجہ سخت تھا۔

قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۤءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۤءُ بَيْنَهُمْ [1]

''اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں''۔

اس آیت کے مطابق بابو صاحب کا اپنے لوگوں کے لیے اخلاق بہت اچھا تھا اور دشمن کے لیے بڑے سخت تھے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے نہایت عاجزی، انکساری اور وقار سے بسر کی ہے۔

تعلیم

بابو پیر بخش کے سن ولادت کی طرح ان کی تعلیم کے بارے میں بھی ان کے کسی رسالے یا کتاب سے کوئی معلومات نہیں ملتیں۔ ڈاکٹر ضیاء الحق قمر کے مطابق بابو بخش کی تعلیم مڈل تھی۔ [2] بابو صاحب نے جس بہترین انداز میں مرزا قادیانی کے ہر جھوٹے دعوے کا رد

[1] الفتح ۲۹:۴۸

[2] انٹرویو، ضیاء الحق قمر، اکتوبر ۲۰۲۰ء، بروز جمعرات

قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بابو پیر بخش صاحب کو قرآن وحدیث اور فقہی علوم میں مہارت حاصل تھی۔

ملازمت

لاہوری صاحب نے ذریعہ معاش کے لئے محکمہ ڈاک کی ملازمت اختیار کی۔ [3] ڈاک کا نظام باہمی روابط کے لیے ایک تاریخی اور عالمی نظام ہے۔ جس کے ذریعے سے ہی دنیا بھر میں معاشی واقتصادی ترقی ممکن ہوسکی ہے۔ آپ ملتان جنرل پوسٹ آفس میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر معین تھے۔ [4] راقمہ لاہور جنرل پوسٹ آفس GPO گئی وہاں سے ریکارڈ اس لیے نہیں مل سکا کیونکہ وہ تو ملازم ہی ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں تھے۔

فروری ۱۹۱۲ء میں عمر عزیز کے ۶۰ برس پورے ہو جانے پر وہ اپنے فرائض منصبی سے سبک دوش ہو کر پنشن پر لاہور واپس آ گئے۔ [5]

تبلیغ دین واشاعتِ اسلام

تبلیغ دین واشاعت اسلام کی خاطر ابتداء میں اپنے دوست بابو چراغ دین کے ساتھ مل کر ''انجمن حمایت الاسلام'' کی بنیاد رکھی اور اس میں سیکرٹری کی خدمات انجام دیں۔ جس کا اظہار ماہنامہ ''تائید الاسلام'' شمارہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں بھی کیا ہے۔ پھر ''انجمن تائید الاسلام'' قائم کی اور اس کے تحت ایک ماہنامہ رسالہ بنام ''تائید الاسلام'' کا اجراء کیا۔

جب بابو پیر بخش صاحب ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر متعین تھے اس زمانے میں مولوی محمد حسین بٹالوی (۱۸۴۰ء۔۱۹۲۰ء) [6] اور اس کے دوستوں نے

[3] عقیدہ ختم نبوت، ج: ۱۴، ص: ۳، ادارہ تحفظ عقائد الاسلامیہ کراچی

[4] ایضاً، ج: ۱۶، ص: ۳

[5] عقیدہ ختم نبوت، ج: ۱۴، ص: ۳، ادارہ تحفظ عقائد الاسلامیہ کراچی

[6] محمد حسین بٹالوی اہل حدیث عالم دین تھے۔ جو نواب صدیق حسن خان کے طالب علم اور سید نذیر حسین (1805-1902ء) کے شاگرد تھے۔

ہر جگہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کا حامی اور خیر خواہ مشہور کیا ہوا تھا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کے ایک دوست منشی الٰہی بخش بھی ملتان شہر کے رہنے والے تھے۔ جن کی وساطت سے جناب بابو پیر بخش مرزا غلام احمد قادیانی کی مشہور کتاب براہین احمدیہ کے خریدار بنے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مداحین میں شامل ہوئے۔

جولائی ۱۹۲۶ء کے ''انجمن تائید الاسلام'' کے شمارے کے ایک مضمون ''حالات مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کاذبہ لایعنی'' میں اپنے اس زمانے کو ذکر کرتے ہوئے جناب بابو پیر بخش لکھتے ہیں:

''براہین احمدیہ کے خریدار بنانے کے واسطے اور پیشگی قیمت وصول کر کے مرزا صاحب کے پاس بھیجنے کے واسطے منشی الٰہی بخش اکاؤنٹینٹ و منشی عبدالحق اکاؤنٹینٹ دورہ کے واسطے نکلے۔ میں اس زمانے میں ملتان ہیڈ پوسٹ آفس میں بعہدہ ہیڈ کلرک معین تھا۔ میرے پاس یہ صاحبان پہنچے۔ اور چونکہ منشی الٰہی بخش ملتان شہر کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے دعوت بھی کی اور مجھ کو خریدار بھی بنایا۔ اور میں بھی مسلک معاونین و مداحین مرزا میں منسلک ہوا۔ غرض مرزا صاحب کو اسلام کا حامی و خیر خواہ مشہور کر دیا۔ اور ہر کہ و مہ مرزا قادیانی کو اسلام کا پہلوان اور عقائد اسلام کا حامی کہنے لگا اور مرزا قادیانی کا وجود ہر ایک مسلمان، اسلام کے واسطے غنیمت یقین کرنے لگا۔ اور مولوی محمد حسین نے اپنے رسالہ ''اشاعت السنہ'' میں براہین احمدیہ پر ریویو مبالغہ آمیز خیالات میں کیا''۔[1]

ملازمت سے فراغت کے بعد بابو صاحب نے غلام احمد قادیانی کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس فتنہ سے اچھی طرح آگاہ ہو گئے۔ بالآخر اس فتنہ کی سرکوبی کی ٹھان لی۔ اور اسی سال ردِّ قادیانیت پر کتاب ''معیار عقائد قادیانی'' تحریر فرمائی۔

معیار عقائد قادیانی کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''برادرانِ اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مجھ کو بہت مدت سے مرزا قادیانی کی

[1] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، شمارہ ۷ جولائی ۱۹۲۶ء

صفات سن کر اشتیاق تھا کہ ان کی تصنیفات کا مطالعہ کروں اور ممکن فائدہ اٹھاؤں۔ مگر چونکہ یہ کام فرصت کا تھا۔ اور مجھ کو ملازمت کی پابندی تھی۔ اور میرا محکمہ ڈاک بھی ایسا تھا کہ مجھ کو فرائض منصبی سے بہت کم فرصت ہوتی تھی جو کہ ضروریات انسانی میں بھی مخفی نہ تھی۔ اسی واسطے میں اپنے شوق کو پورا نہ کر سکا۔ مگر اب مجھ کو بفضل خدا تعالیٰ بہ تقریب پنشن فروری ۱۹۱۲ء سے فرصت تھی۔ میں نے مرزا صاحب کی تصانیف دیکھیں اور ان کی کتابیں فتح الاسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام، حقیقۃ الوحی، براہین احمدیہ پڑھیں۔ قریباً تمام کو دعویٰ مسیح موعود اور آسمانی نشانات سے مملو پایا''۔[2]

وفات

جناب بابو پیر بخش ۱۹۱۲ء میں اپنے عہدے سے فراغت کے بعد سے مسلسل سولہ (۱۶) سال تک مرزا قادیانی کے فتنے کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کے ہر فریب و دھوکہ دہی کا منہ توڑ جواب دیتے رہے۔ اپنی کتب، رسائل، مضامین اور اہل سنت کے دیگر بزرگوں کی تصانیف کے ذریعے لوگوں کو اس فتنہ سے مطلع و آگاہ کرتے رہے۔ مرزائیوں کی جانب سے جاری ہونے والے ہر اشتہار، پمفلٹ، ٹریکٹ اور ہینڈ بل کا آپ عقلی اور نقلی دلائل سے رَد فرماتے۔ جناب بابو پیر بخش نے اپنے انتھک مشن کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلافِ اسلام دعاوی، عقائدِ باطلہ اور گمراہ کن الہامات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں۔ آخر کار عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کرتے ہوئے مئی ۱۹۲۷ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔[3]

☆

[2] بابو پیر بخش لاہوری، معیار عقائد قادیانی، قاطع فتنہ قادیان، لاہور، ۱۹۱۲ء، ص:۶

[3] عقیدہ ختم نبوت، ج:۱۶، ص:۱۰، ادارہ تحفظ عقائد الاسلامیہ کراچی

فصل دوم

بابو پیر بخش لاہوری کی تصانیف

محترم بابو پیر بخش نے اس بے دین گروہ کے ہر اشتہار کا جواب تحریر فرمایا اور قلیل عرصہ میں غلام احمد قادیانی کے ہر ہر دعوے کے رد پر مستقل کتب تحریر فرما دیں۔ جناب بابو پیر بخش مرحوم کی جملہ تصانیف نہایت سلیس اور مدلل ہیں۔ بابو پیر بخش لاہوری کی کتابیں سنین کے اعتبار سے ترتیب وار درج ذیل ہیں:

۱۔ معیار عقائد قادیانی ۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۲ء

۲۔ بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی ۱۳۳۷ھ/ ۱۹۱۸ء

۳۔ کرشن قادیانی ۱۳۳۹ھ/ ۱۹۲۰ء

۴۔ مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء

۵۔ تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء

۶۔ الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء

۷۔ تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامت ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء

۸۔ حافظ الایمان (فارسی/ اردو) ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء

۹۔ کھلی چٹھی مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ مصنف موصوف کے رَدّ قادیانیت پر درج ذیل پانچ کتب و رسائل کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

۱۔ اسلام کی فتح اور مرزائیت

۲۔ تفریق درمیان اولیاء امت اور کاذب مدعیان نبوت و رسالت

۳۔ ایک جھوٹی پیشین گوئی پر مرزائیوں کا شور وغل

۴۔ حافظ الایمان (فارسی)۔[1]

دیگر کتابیں:

کاشف مغالطہ قادیانی فی ردنشان آسمانی

بحث المہدی الاعیسیٰ بن مریم

بشارت احمد نمبر

صحیفۃ الحق المقلب مباہلۃ الحق[2]

معیار عقائد قادیانی:[3]

صفحات : 112(اردو)

سن تصنیف: 1331ھ/1912ء

قاطع قادیانیت بابو پیر بخش لاہوری بھاٹی دروازہ لاہور کے رہائشی تھے محکمہ ڈاک میں ملازمت کرتے رہے۔فروری 1912ء میں ریٹائرڈمنٹ حاصل کی۔ پہلے قادیانی تھے جب مرزا قادیانی کی کتب مکروہہ کا مطالعہ کیا تو اللہ کریم نے ایمان کی دولت سے بہرہ ور فرمایا۔ بعد ازاں موصوف نے اس فتنہ کی سرکوبی کی ٹھان لی۔ اتنا کام کیا کہ اپنے دور میں ردقادیانیت پر کام کرنے والوں میں ممتاز حیثیت کے حامل بزرگ ٹھہرے۔

موصوف نے لاہور میں ''انجمن تائید الاسلام'' کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت ماہنامہ

---

[1] عقیدہ ختم نبوت، ج:۱۶،ص:۶، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی

[2] ''عقیدہ ختم النبوۃ'' مفتی محمد امین کے قائم کردہ ادارہ ''تحفظ عقائد اسلامیہ (کراچی)'' کے تحت ''عقیدہ ختم النبوۃ'' کے نام سے ایک کتابی سیریز شائع ہو رہی ہے جس کی اب تک سولہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس سیریز کی جلد ۱۴، ۱۵ اور ۱۶ پیر بابو بخش لاہوری کی تحریرات پر مشتمل ہیں۔
نیز احتساب قادیانیت مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (ملتان) کی درج ذیل جلدوں میں پیر بابو بخش لاہوری کی تحریرات شامل ہیں۔ ج ۱۳،ص ۴۸۵۔ ج ۱۱ مکمل۔ ج ۱۲ مکمل۔

[3] تمام کتب کا تعارف ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل سے اور ''تائید الاسلام'' کی خصوصی اشاعتوں کا تعارف ''کتابیات ختم نبوت'' جلد دوم (زیر طبع) سے دے رہے ہیں۔ فاروقی

''تائید الاسلام'' جاری کیا۔ انجمن کے تحت قادیانیوں کے اشتہارات، مضامین وغیرہ کا رد کیا جاتا۔ ماہنامہ ''تائید الاسلام'' میں علمائے اہل سنت کی ختم نبوت ورد قادیانیت پر مطبوعہ کتابوں سے بھی بطور خاص عوام الناس کو مطلع کیا جاتا۔

انجمن تائید الاسلام 1917ء کی ایک اشاعت کے سرورق پر اطلاع درج ہے۔

''حجۃ اللہ البالغۃ'' یعنی ''سیف چشتیائی'' مصنفہ علامہ زمان قطب دوراں حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب (زاد اللہ فیوضہم) دنیا بھر کے علماء نے تسلیم کیا ہے کہ عالمانہ نظر میں مرزا قادیانی کا رد اس سے بہتر نہیں کیا گیا۔

رسالہ ''تائید الاسلام'' ماہوار بابت ماہ نومبر 1920ء کے سرورق پر یہ اطلاع درج ہے

''اطلاع: افادۃ الافہام (جس کا تعارف گزشتہ اوراق ہو چکا) مؤلفہ حضرت مولانا محمد انوار اللہ صاحب مرحوم (صدر الصدور حیدر آباد دکن) تردید مرزا میں یہ دو جلدوں کی ضخیم بے نظیر کتاب جو بڑی جستجو سے تین نسخے بہم پہنچائے گئے ہیں۔ علمائے فورا منگا لیں''۔

محترم بابو پیر بخش لاہوری کی رد قادیانیت پر چودہ 14 کتب دستیاب ہیں جن کا تعارف بالترتیب پیش کیا جاتا ہے۔ موصوف ''معیار عقائد قادیانی'' میں بعد از خطبہ لکھتے ہیں کہ

> ''میں مدت دراز سے مرزا قادیانی کی تصانیف پڑھنے کا متمنی تھا لیکن ملازمت کی وجہ سے فرصت نہیں تھی 1912ء میں پنشن آیا تو میں نے مرزا قادیانی کی کتابیں فتح اسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام، حقیقۃ الوحی اور براہین احمدیہ پڑھیں۔''

بابو پیر بخش صاحب نے مذکورہ کتابوں میں مرزا کی تعلیم کا جائزہ لیا کہ ان کی تعلیم اصول اسلام کے مطابق ہے یا نہیں انہوں نے کیا محسوس فرمایا اور کس نتیجہ پر پہنچے وہ بھی جانیے اور مذکورہ کتاب کی وجہ تالیف بھی:

''میں نے ان کی تعلیم دیکھی ہے کہ مرزا صاحب کیا سکھاتے ہیں اور ان کی تعلیم موجودہ زمانے کی رمز شناس ہے یا نہیں۔ جہاں تک مجھے نظر آیا ہے ان کی تحریر دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک

تفریط عقلی اور دوسرا افراط عقلی تفریط عقلی میں تو وہ اپنی تعریف اور رسول پاک ﷺ کی تعریف میں حد شریعت سے تجاوز کر کے شرک ذات باری تعالیٰ تک پہنچ گئے ہیں اور افراط عقلی میں معجزات انبیاء علیہم السلام اور وجود ملائکہ نزول وصعود مسیح علیہ السلام میں نیچریت بلکہ سر سید احمد کی تقلید تک پہنچے ہیں اور دعویٰ مسیحیت میں ایسے محو ہیں کہ آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کے معانی میں بہت کچھ تصرف فرمایا ہے اور اپنے مفید مطلب معنی کیے ہیں چاہے سیاق وسباق اور نظم قرآن کے مخالف ہو۔

اس لیے یہ ایک مختصر رسالہ مرزا صاحب کی تعلیم پر بغرض تحقیق حق لکھا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ اہل اسلام علی العموم اور جماعت احمدیہ علی الخصوص اپنی اپنی جگہ غور فرمائیں اور یہ دیکھیں کہ اگر تعلیم قرآن اور حدیث کے موافق اور مطابق پائیں تو بے شک عمل فرمائیں ورنہ اس ٹھوکر سے بچنے کی کوشش کریں۔ ایسا نہ ہو کہ بجائے ترقی ایمان کے قعر ضلالت، شرک میں پھنس کر شریعت کو ہاتھ سے دے بیٹھیں''۔

''معیار عقائد قادیانی'' میں موصوف نے پہلے تین تمہیدیں باندھی ہیں بعد ازاں ابواب قائم کیے ہیں:

باب اول: مرزا صاحب کی تعلیم وجود باری تعالی کے بیان میں۔

باب دوم: تعلیم مرزا صاحب در اعتقاد نبوت۔

باب سوم: تعلیم مرزا صاحب در بارۂ وحی والہام وملائکہ

سوال احمدی اور جواب کا اسلوب بھی موجود ہے اور صعود ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔

''عقیدہ ختم النبوۃ'' جلد 14 (مفتی محمد امین قادری) اور ''احتساب قادیانیت'' (مولانا اللہ وسایا) کی جلد 11 میں کتاب شامل اشاعت ہے۔ مفتی محمد امین قادری نے آپ کی چار کتابوں کا اور ذکر کیا ہے جو ''احتساب'' میں بھی نہیں ہیں جو بالترتیب آگے دی جا رہی ہیں۔

☆

اسلام کی فتح اور مرزائیت کی تازہ ترین شکست:

لا مہدی الا عیسٰی:

☆

کشف الحقائق:

صفحات : ــــــ (اُردو)

اس کتاب میں قادیانیوں کے ایک گروہ لاہوری گروپ کی خوب خبر لی گئی ہے۔

☆

کاشف مغالطہ قادیانی فی ردنشان آسمانی:

صفحات : ــــــ (اُردو)

رسالہ انجمن تائید الاسلام (اچھرہ) کے ایک نسخہ میں اس کتاب کا ذکر ملا۔

☆

ایک جھوٹی پیشین گوئی پر مرزائیوں کا شوروغل:

☆

حافظ الایمان:

صفحات : (عربی)[1]

☆

کرشن قادیانی:

صفحات : 41 (اردو)

سن تصنیف: 1920ء/1339ھ

خطبہ کے بعد مرزا قادیانی کے دعوؤں کا بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے ترقی معکوس کی کہ خدا سے محمد بنے اور محمد سے نائب بیٹی ہے اور نائب عیسیٰ سے حضرت علی بنے مگر اس تنزل میں اسلام سے خارج نہ ہوئے تھے اور توبہ کا دروازہ کھلا تھا

[1] محمد امین قادری، مفتی، عقیدہ ختم نبوت ج ۱۴، ص ۱۴

مگر افسوس مرزا صاحب نے بجائے توبہ کے ایک ایسا الہام تراشا کہ اسلام ہی سے نکل گئے اور کرشن جی کا روپ دھارا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے منہ موڑ کر اہل ہنود کا مذہب اختیار کیا اور افسوس ان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا کیونکہ کرشن جی مہاراج اہل ہنود کے ایک راجہ تھے اور تاریخ کے ماننے والے تھے اور قیامت اور یوم حشر کے منکر تھے۔ چنانچہ ''تمام گیتا'' جو کرشن جی کی اپنی تصنیف ہے انہی مسائل اواگون واوتار وجزاوسزا بذریعہ تناسخ حلول ذات باری تعالیٰ وممانعت گوشت خوری سے پُر ہے جس کو مرزا صاحب ''الہامی کتاب'' مانتے ہیں اور کرشن کو پیغمبر''۔

آگے چل کر لکھتے ہیں کہ جب بات مرزا صاحب پر آتی ہے تو قادیانی نہیں مانتے اور اصل حوالہ مانگتے ہیں ملاحظہ ہو:

1۔ ایسا ہی میں (مرزا قادیانی) راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اُوتاروں میں بڑا اُوتار تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کی رُو سے میں وہی ہوں۔

2۔ یعنی منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت یہ بھی الہام ہوا کہ ''ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے''۔ (لیکچر مرزا صاحب 12 دسمبر 1902ء لاہور

''کرشن قادیانی'' میں گویا ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کرشن ہی کے اُوتار تھے تو مسلمان ہرگز نہ تھے۔ یہ رسالہ بتاتا ہے کہ بابو پیر بخش لاہوری کا ہندوؤں کی کتب کا بھی اس حوالہ سے مطالعہ خاصہ تھا۔

رسالہ مذکورہ ''عقیدۂ ختم النبوۃ'' (مفتی محمد امین قادری) جلد 15 اور ''احتساب قادیانیت'' (مولانا اللہ وسایا) کی جلد 11 میں ہے۔

☆

بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی:

صفحات : 125 (اردو)

سن تصنیف: 1918ء/1337ھ

"بشارت محمدی" کا آغاز "تمہید" کی سرخی دے کر ان الفاظ سے کرتے ہیں اور اسی پر کتاب میں بھی زور وشور سے دلائل فراہم کرتے ہیں۔

"آج کل قادیانی جماعت کی طرف سے زیادہ زور اکثر اس بات پر دیا جاتا ہے کہ حضرت خلاصۂ موجودات محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا نام چونکہ والدین نے محمد رکھا تھا اس لیے "سورۂ صف" میں جو بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہے کہ "یأتی من بعد اسمه احمد" میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہے۔ اس بشارت کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے نہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ۔"

صفحہ نمبر 96 پر مرزا قادیانی کی پیری مریدی کا بھانڈا پھوڑتے ہوئے ایک لطیفہ ذکر کرتے ہیں:

"ایک ترک مرزا صاحب کی زیارت کو گیا۔ جب واپس آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ وہاں کیا کیا دیکھا؟ اس نے جواب دیا کہ "پیغمبر کتب فروشاں است" ایسی دنیاوی کامیابی تو کسی کسب وتجارت میں نہیں لہٰذا مرزا صاحب کے الفاظ بیعت کا شاید یہ مطلب ہو کہ "دین کے بہانہ سے دنیا کماؤ" یعنی دنیا کے لیے بھی دین ہی کو مقدم رکھوں گا گویا کہ دین کے بہانہ سے دنیا کماؤں گا۔"

گویا مرزا قادیانی کی مسیحیت کو پرکھنے کے لیے "بشارتِ محمدی" کا مطالعہ مفید ہے اور اسلوب ایسا کہ تھکاوٹ نہیں پڑھتے جاؤ محفوظ ہوتے جاؤ۔

"عقیدہ ختم نبوت" جلد نمبر 14 جبکہ "احتساب قادیانیت" جلد نمبر 11 میں لطیف کتاب موجود ہے۔

☆

تردید معیارِ نبوت قادیانی:

صفحات : 24 (اردو)

سن تصنیف: 1921ء/1340ھ

ماہنامہ "تشحیذ الاذھان" قادیان اکتوبر 1921ء میں مرزا قادیانی کے ایک مرید اکمل قادیانی نے اُس کی جھوٹی نبوت پر قرآن مجید سے تحریف کر کے استدلالات قائم کیے اس کے جواب میں بابو پیر بخش نے یہ رسالہ لکھا۔

فرماتے ہیں:

"برادرانِ اسلام! مرزائیوں نے آج کل بہت شور برپا کر رکھا ہے کہ مرزا قادیانی کو نبوت ورسالت کے معیار پر پرکھو اگر منہاج نبوت ومعیار رسالت پر کھڑے ثابت ہوں تو مانو۔"

قادیانیت کے اُن جھوٹے معیاروں اور مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ بیان کر کے خوب قلعی کھولی ہے۔ "احتساب قادیانیت" (مولانا اللہ وسایا) جلد نمبر 11 میں رسالہ ہذا شامل اشاعت ہے۔

☆

مباحثۂ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی:

صفحات : 184 (اردو)

سن تصنیف: 1922ء/1341ھ

"مباحثۂ حقانی" دراصل "مباحثۂ لاہور" کی روئیداد ہے جو جون 1921ء میں بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی غلام رسول مرزائی آف راجیکی کے مابین ہوا۔ مباحثہ کے نتیجہ میں مولوی مرزائی نے مسلمانوں کو شکوک وشبہات اور مغالطہ میں ڈالا اس وجہ سے بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فریقین کی جانب سے جو عہدے داران تھے ان کی شہادتوں کے ساتھ مکمل تفصیل چھاپ دی۔

جواب مولوی صاحب پھر جواب الجواب کے ساتھ مولوی غلام رسول مرزائی کو ناکوں چنے چبوائے گئے ہیں۔

"مباحثۂ لاہور" کی مکمل داستان بنام "مباحثۂ حقانی"، "عقیدہ ختم النبوۃ" (ادارہ تحفظ

عقائد الاسلامیہ کراچی) کی جلد 15 اور ''احتساب قادیانیت'' (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان) کی جلد 11 میں محفوظ ہے۔

☆

تحقیق صحیح فی قبر مسیح:

صفحات : 45 (اردو)

سن تصنیف: 1922ء/1341ھ

مصنف بطور مقدمہ اس رسالہ کا آغاز مندرجہ ذیل الفاظ سے کر کے اپنے رسالہ کی وجہ تالیف بیان کرنا چاہتے ہیں: ''مرزا قادیانی کا اعتقاد پہلے تو مسلمانان عالم کی مانند تھا اور انہوں نے اسلام کی حمایت میں جو مزعومہ الہامی کتاب ''براہین احمدیہ'' تصنیف کی اور اس میں صاف صاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا میں آنا اور اس کا آسمان پر بجسد عنصری تا نزول زندہ رہنا لکھتا رہا۔ مگر جب ان کو خود ہی مسیح موعود بننے کا خیال پیدا ہوا تو اس نے دعوی کیا کہ آنے والا مسیح ابن مریم میں ہی ہوں اور اصلی مسیح ابن مریم مر گیا ہے اور ساتھ ہی دعویٰ کیا کہ قرآن مجید کی تیس آیات سے وفات مسیح ثابت ہوتا ہے کہ مسیح مر گیا ہے یا خدا تعالیٰ نے اس پر موت وارد کر دی ہے۔''

''تردید قبر مسیح در کشمیر'' کے عنوان سے بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ رسالہ کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

''برادرانِ اسلام! مرزا قادیانی کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنا مطلب منوانے کے لیے جھوٹ استعمال کر لیا کرتے تھے جیسا عوام کا دستور ہے کہ ایک جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لیے بہت سے جھوٹ تراشا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے پہلے یہ جھوٹ تراشا کہ ''حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر محلہ خانیار میں ہے'' اور اس جھوٹ کو سچ کرنے کے واسطے جھوٹ بولا کہ تبت سے ایک انجیل برآمد ہوئی ہے اس سے ثابت ہے کہ مسیح ہندوستان میں آیا اور کشمیر میں فوت ہوا اور محلہ خانیار شہر سری نگر میں اس کی قبر ہے۔'' (ایام صلح ص 118، خزائن، ج 14 ص 356)

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے اس دلائل جو اس نے اس بات پر دیے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں دفن ہیں ان کے دندان شکن جوابات دیے گئے ہیں اور تاریخی حوالوں سے بتایا گیا ہے کہ وہ شہزادہ یوز آصف کی قبر ہے۔ آخر میں اس بات کا بھی دلائل سے پول کھول دیا گیا ہے کہ بقول مرزا یوز آصف اور عیسیٰ علیہ السلام ایک شخصیت کا نام نہیں بلکہ یہ مرزا قادیانی کا ڈھکوسلہ ہے۔ فقط

رسالہ ہذا ''احتساب قادیانیت'' (مولانا اللہ وسایا) کی جلد نمبر 11 میں ہے۔

☆

الاستدلال الصحیح فی حیاۃ المسیح:

صفحات : 350 (اردو)

سن تصنیف: 1343ھ/1924ء

اس کتاب میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان دلائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے جن کو ''مباحثۂ دہلی'' میں مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی نے مرزا قادیانی کے سامنے بیان کر کے مرزا صاحب کو چت گرایا تھا۔

مصنف خود بیان فرماتے ہیں:

''اب ذیل میں مولوی محمد بشیر صاحب کے وہ زبردست دلائل درج کرتا ہوں جو انہوں نے مباحثۂ دہلی میں پیش کیے اور مرزا صاحب سے کوئی ان کا جواب نہ بن آیا۔ اس لیے مرزا جی مباحثہ نامکمل چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مرزا صاحب نے بڑی بھاری غلطی یہ کی ہے کہ اپنے الہام کو مقابل انجیل وقرآن شریف اور احادیث نبوی واجماع امت کو بے اعتبار بتایا ہے بلکہ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ جو حدیث میرے الہام کے مطابق نہ ہو وہ ردی ہے۔

حالانکہ ہر اسلامی فرقہ کا اصولی مسئلہ یہ ہے کہ ہر ایک الہام قرآن شریف سے پیش کرنا چاہیے اگر وہ اس کے مطابق ہے تو اس پر عمل کرنا چاہیے ورنہ وسوسہ شیطانی سمجھ کر رد کر دینا چاہیے۔ مگر مرزا صاحب الٹا قرآن شریف اور احادیث نبوی کو رد کرتے ہیں۔ قرآن شریف

نے صاف فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا''۔

بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بطور مقدمہ مرزا قادیانی کے مختلف الہامات ومکاشفات بیان کرتے ہوئے اس کے مسیح موعود ہونے کا الہام ذکر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اگر اس کو مسیح علیہ السلام مان لیا جائے تو 10 وجہ سے کفر لازم آتا ہے اُن دس عقائد باطلہ کو بیان بھی فرماتے ہیں۔

پہلے دس ٹھوس دلائل قرآن وسنت واقوال صحابہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر تابعین، محدثین، مفسرین اور بزرگان دین کے اقوال مبارکہ سے دلائل لائے گئے ہیں۔

باب دوم میں رفع عیسیٰ علیہ السلام کو چھ مفصل دلائل سے منظر پر لایا گیا بعد ازاں مرزا قادیانی وقادیانیت کی طرف سے تیرہ اعتراضات کے جوابات دے کر مرزائیت کا ناطقہ بند کیا ہے۔

جبکہ آخر میں قرآن عزیز سے تیس آیات وہ بیان کی گئیں ہیں جن کو مرزا قادیانی و مریدین اپنی عیسویت پر بڑے بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں۔ ساتھ ہی مرزا قادیانی کے عقلی ڈھکوسلوں اور جاہلانہ منطق کا ستیاناس کر دیا گیا ہے اور ثابت کیا کہ مرزا قادیانی کی مسیحیت کا سارا کارخانہ ہی غلط ہے۔ ایک شعر بھی لکھا ذوق طبع کے لیے ملاحظہ ہو:

سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

گویا رفع وحیات عیسیٰ علیہ السلام پر بیش بہا خزانہ جمع کر دیا گیا ہے۔ الحمدللہ!

''عقیدہ ختم النبوۃ'' جلد نمبر 14 ''احتساب قادیانیت'' جلد نمبر 12 میں بیش بہا خزانے کو محفوظ کیا گیا ہے۔

☆

اظہار صداقت: (کھلی چھٹی بنام محمد علی خواجہ کمال الدین لاہوری)

صفحات : 8 (اردو)

سن تصنیف: 1345ھ/1926ء

مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے دِنوں کی ہونے والی چھٹیوں میں مرزائیوں کے سالانہ جلسہ سے پہلے لاہوری گروپ کے دو گروؤں کو کھلا خط لکھا کہ آپ کی جماعت کہتی ہے کہ ''ہم مرزا قادیانی کو دوسرے مجددوں کی طرح ایک امت محمدی کا مجدد مانتے ہیں اور نبی و رسول نہیں مانتے'' کیونکر درست ہے؟

ذیل میں قرآنی آیات مقدسہ لائی گئی ہیں جن کے متعلق مرزا قادیانی کہتا ہے کہ بطور الہام مجھ پر نازل ہوئیں اور لاہوری گروپ کے سربراہان سے ان کا جواب مفصل طلب کیا۔ خط کے آخر پر مسلمانوں سے کہا گیا کہ ان کو چندہ دینے سے پہلے ان سوالوں کا جواب ان سے لیں۔

''احتساب قادیانیت'' (مولانا اللہ وسایا) کی جلد 12 میں یہ خط شامل ہے۔

☆

تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامۃ:

صفحات : 308 (اردو)

سن تصنیف: 1344ھ/1925ء

مصنف ''اطلاع ضروری'' کا ہیڈنگ دے کر فرماتے ہیں: ''برادرانِ اسلام! مرزا قادیانی اور ان کے مریدین وارکین مرزائیت ہمیشہ ہر ایک جلسہ اور مجمع میں فرما رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعوی نبوت ورسالت کا ہرگز نہیں اور وہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ اور مسلمان۔ صرف مرزا قادیانی کو بروزی ظلی وناقص نبی مانتے ہیں۔ بلکہ ہینڈ بل نمبر 9 میں لکھا ہے کہ جو خاتم النبیین کے بعد کسی جدید نبی کا آنا جائز سمجھے ہم اس کو کافر جانتے ہیں۔ حکیم نورالدین اور خواجہ کمال الدین نے کئی ایک جلسوں اور مجمعوں میں بطور لیکچر وعظ فرمائے کہ ہم مرزا قادیانی کو خواجہ اجمیری وپیران پیر عبدالقادر جیلانی، حضرت گنج بخش وغیرہ اولیاء اللہ کی طرح مانتے ہیں اور ایک سلسلے کے پیشوا جیسا کہ نقشبندی، قادری، سہروردی

اورچشتی ہیں ایسا ہی ایک مرزا قادیانی کو جانتے ہیں۔‘‘

بعد از خطبہ ایک جگہ لکھتے ہیں: ’’مگر اب میر قاسم علی مرزائی ایڈیٹر ’’الحق اخبار‘‘ دہلی نے بالکل پردہ اُٹھا دیا ہے اور مرزا صاحب کی نبوت و رسالت پر ایک کتاب مسمی بہ ’’النبوۃ فی خیر الامۃ‘‘ تصنیف کی ہے اور اس کتاب میں:

اول: محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جدید نبیوں اور رسولوں کا آنا ثابت کرنا چاہا ہے۔

دوم: مرزا قادیانی کو رسول و نبی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ’’خاتم النبیین‘‘ کی تفسیر اپنی عقلی دلائل سے کی ہے اور لطف یہ ہے کہ تمام سلف و خلف اہل اسلام کو جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا جائز نہیں رکھتے، ان سب کو بلاتمیز مغضوب، مجذوم، تحریف کنندہ، حماقت کنندہ وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔‘‘

اس کے بعد محترم بابو پیر بخش لاہوری صاحب میر قاسم علی مرزائی کی کتاب کے کچھ اقتباسات کا حوالہ دے کر رقم طراز ہیں:

’’غرض جب میں نے اس کتاب کو دیکھا کہ مرشد کچھ کہتا ہے اور بالکا کچھ۔ فرض ایسی ایسی بلادلیل باتوں کو دیکھ کر اور دوسری طرف عظیم دھوکہ، کہ ایک ہزار روپیہ انعام جواب دینے والے کے واسطے مقرر کر دیا تا کہ لوگوں کو یقین ہو کہ واقعی کتاب لاجواب ہے۔ اگرچہ میر صاحب کی کمزوری تو اشتہار انعام سے معلوم ہوئی تھی کہ خود تو عقلی ڈھکوسلے لگاتے ہیں اور کہیں داتا گنج بخش کی سند اور کہیں شیخ ابن عربی کی کتاب ’’فتوحات‘‘ کے غلط حوالے نصف عبارت نقل کر کے مغالطہ دیا ہے۔ اور کہیں رسالہ ’’انوار صوفیہ‘‘ سے پناہ لی ہے مگر انصاف دیکھیے کہ جواب دینے والے کے واسطے شرط لگاتے ہیں کہ جواب دینے والا صرف قرآن سے جواب دے ’’سچ ہے آگ کا جلا ہوا جگنو سے بھی ڈرتا ہے‘‘ پہلے میر صاحب تین سو روپیہ ابوالوفا مولوی ثناء اللہ صاحب سے ہار چکے ہیں اس واسطے اب میر صاحب اپنے پیر کی مانند ناممکن الوقوع شرائط مقرر کرتے ہیں جس سے اُن کا گریز خود ہی ثابت ہے۔

’’مگر خدا تعالیٰ شاہد ہے کہ میں نے نہ کسی انعام کی غرض سے بلکہ محض تحقیق حق اور

مسلمانوں کو مغالطے اور ٹھوکر سے بچانے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے کیونکہ مرزائیوں کے عقلی ڈھکوسلوں پر اکثر مسلمان پھسل جاتے ہیں اور ان کی دروغ بیانیوں اور غلط معنوں پر یقین کر کے دین حق سے بھٹک جاتے ہیں۔‘‘

مقدمہ میں بزرگان دین کے اقوال پر روشنی ڈالی گئی۔ بعد میں ختم نبوت پر تقریباً اٹھارہ احادیث پیش کر کے جھوٹے مدعیان نبوت کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کی تحریریں دے کر معیار صداقت اول، دوم، سوم الی آخرہ کی سرخیاں باندھ کر اُس کی صداقت و امانت کا بیچ چوراہے بھانڈا پھوڑا گیا ہے اپنے موضوع پر بے مثال کتاب ہے اور میر صاحب مرزائی کو مخاطب کر کے اس کی کتاب کا جواب دینے کا حق ادا کیا ہے۔

کتاب کی فہرست، ابواب بندی یا فصول قائم نہیں کی گئیں۔

یہ لاجواب جوابی کتاب ’’عقیدہ ختم النبوۃ‘‘ جلد:15 اور ’’احتساب قادیانیت‘‘ کی جلد 12 میں شامل اشاعت ہے۔

☆

تفریق درمیان اولیائے امت اور کاذب مدعیان نبوت:

صفحات : 45 (اردو)

سن تصنیف: 1345ھ/1926ء

بابو پیر بخش لاہوری فرماتے ہیں: ’’میر مدثر شاہ مرزائی پشاوری نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ’’ملفوظات اولیاء امت‘‘ ہے اور مدثر شاہ نے اپنی طرف سے کوشش کی ہے کہ مرزا قادیانی کو ایک اولیائے امت محمدیہ ثابت کریں۔ مگر نہایت افسوس کہ وہ یا تو مرزا قادیانی کی تحریروں اور الہاموں سے واقفیت نہیں رکھتے یا جان بوجھ کر خاص و عام کو دھوکہ دے کر جو فروشی اور گندم نمائی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس واسطے ان کی کتاب کا جواب اختصار کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ ان کی تحریر کے خلاصہ کو ’’قولہ‘‘ لکھا جائے گا اور جواب ’’اقول‘‘ سے پیش کیا جائے گا۔

مرزا کے الہامات ومکاشفات کاذبہ اور گپیں درج کر کے ثابت کیا گیا کہ وہ اولیائے امت میں سے ایک نہیں بلکہ اس کا دعوی نبوت ورسالت کا تھا۔

”احتساب قادیانیت“ جلد 12 میں میر مدثر شاہ مرزائی پشاوری کا جواب شامل اشاعت ہے۔

☆

قادیانی کذاب کی آمد پر ایک محققانہ نظر:

صفحات : 12(اردو)

سن اشاعت: 1922ء/1341ھ

یہ تحریر مرزائی نبوت کے ابتدائی زمانے کے ایک رسالہ (جو انجمن ہمدردان اسلام کی طرف سے بطور سوال چھپا تھا جس کا جواب مرزائی صاحبان ابھی تک نہیں دے سکے) سے نقل کی گئی ہے۔ (مؤلف)

موصوف اس تحریر کے لکھنے کی وجہ اور پس منظر بیان فرماتے ہیں: ناظرین! ایک ”مضمون وعدہ کا مہدی ومسیح آ گیا آ گیا آ گیا کئی بار آ گیا“ کل میری نظر سے گزرا جس میں مرزائیوں کی طرف سے قاضی فضل کریم مرزائی ساکن لنڈا بازار لاہور نے حق تبلیغ ادا کیا ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ آ گیا اور بے شک آ گیا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا لایا اور کس واسطے آیا؟ اور محمد الرسول ﷺ کے فرمانے کے مطابق آیا؟ اگر ان سوالات کا جواب تسلی بخش اور قرآن و حدیث سے ہے تو بے شک کسی مسلمان کو جو محمد الرسول اللہ ﷺ کو مخبر صادق یقین کرتا ہے جائے انکار نہیں اور اگر ان سوالات کا جواب یہ ہو کہ شرک لایا، الحاد لایا، نیچریت لایا، تفسیر بالرائے لایا تو پھر مسلمان جو قرآن اور رسول پاک ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں کس طرح مان سکتے ہیں؟ کیونکہ مدعی سچا بھی ہوتا ہے اور جھوٹا بھی۔ مرزا قادیانی کے خیالات باطلہ اور تمسخرانہ اقوال کا خوب خوب ردّ ہے جس کا قادیانیوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔

”احتساب قادیانیت“ (مولانا اللہ وسایا) کی جلد 12 میں 12 صفحات کا رسالہ ہذا

شامل اشاعت ہے۔

☆

خدمات مرزا:

صفحات : 10(اردو)

اس مختصر رسالہ میں ان عبارات کو نقل کیا گیا ہے جو چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ ہم جس کے قلم سے لکھی گئی ہیں وہ گورنمنٹ برطانیہ کا پکا وفادار تھا۔ یہی اس کی اپنے تئیں بہت بڑی خدمت ہے۔

آخر میں مصنف سرخی باندھتے ہیں ”حق و باطل کی پہچان“ فرمایا انصاف کی کسوٹی پر اس چیز کو پرکھا جائے کہ غیر اللہ کی کاسہ لیسی اور ذلیل خوشامد جس خانہ ساز نبوت کا فرض اوّلین اور جزو ایمان ہو کیا اسلام جیسے پاکیزہ دین اور خدا تعالیٰ جیسی بلند ترین ہستی کے ساتھ اس کو دور کا تعلق بھی ہوسکتا ہے؟

”احتساب قادیانیت“ کی جلد نمبر 12 میں خدمات مرزا“ درج کی گئیں ہیں پڑھ کر خوب لطف اٹھائیں؟

☆

مرزائیوں کے بیس سوالات کے جوابات:

صفحات : 30(اردو)

قاطع قادیانیت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ ان جوابات کا پس منظر وپیش منظر بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”مولوی محمد علی مرزائی نے ان سوالات کی تمہید میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے معاملہ میں افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے۔ یعنی ایک جماعت نے ان کو نبی ورسول یقین کرنے میں افراط کیا اور وہ قادیانی جماعت ہے جو تمام مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں کہتے ان کو کافر سمجھتی ہے۔

اور دوسرا گروہ علمائے اسلام اور عوام اہل اسلام کا ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کو مجدد نہ مانا اور انکار کر کے مرزا قادیانی سے دشمنی وعداوت کی رُو سے ان کی تکفیر کی ہے۔ اسی بناء پر مولوی صاحب مذکور نے اہل اسلام کے علماء سے بیس سوالات کیے ہیں جن کا جواب انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ جس میں علمائے اسلام شامل نہیں اور جس انجمن کے پریذیڈنٹ مولانا مولوی اصغر علی روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ہیں۔

مولوی محمد علی لاہوری مرزائی کے تمہیدی مضمون کا جواب تو ہم پہلے مرزا قادیانی کے الہامات اور دعوی سے دیتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ نہ قادیانی جماعت کا کچھ قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو نبی و رسول مانا اور نہ علمائے اسلام کا قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو کافر کہا کیونکہ اس پر اجماع امت 13 سو برس (اب ساڑھے چودہ سو برس ہو رہے ہیں۔ فاروقی) سے چلا آتا ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد جو شخص مدعی وحی ہو وہ کافر ہے۔ پس مرزا قادیانی چونکہ مدعی وحی نبوت اور رسالت ہیں اس لیے علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کو کافر کہا ہے۔''

مولوی محمد علی مرزائی لاہوری کے بیس سوالات میں سے زیادہ مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہیں۔ مرزا قادیانی کی مسیحیت کو ثابت کرتے ہوئے سوالوں کے جوابات مانگے گئے ہیں اور کچھ مرزا قادیانی کی مجددیت سے متعلقہ ہیں۔ جن کے جوابات انجمن کی طرف سے کافی ووافی دیے گئے ہیں۔

''احتساب قادیانیت'' جلد نمبر 12 میں شامل اشاعت ہیں۔

☆

مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟

صفحات : 32(اردو)

سن تصنیف: 1922ء/1341ھ

رسالہ کی وجہ تصنیف مصنف کی زبانی پڑھیے:

''برادرانِ اسلام! مرزائی لاہوری جماعت کی طرف سے محمد علی لاہوری ایم

اے امیر جماعت نے ایک چھوٹا سا رسالہ بنام ''بعثت مجدد دین'' شائع کیا ہے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی صرف مجددِ دین محمدی تھے اور رسالت ونبوت کا الزام ان پر جھوٹا ہے۔ وہ ایک امتی محمد رسول اللہ ﷺ تھے اور جس طرح خدا تعالیٰ دوسرے مجدد دین امت محمدی کے ساتھ ہم کلام ہوتا رہا ہے اسی طرح مرزا قادیانی سے بھی خدا تعالیٰ ہم کلام ہوا اور ان کو اس چودھویں صدی کا مجدد مقرر کیا۔ پس مرزا قادیانی صرف ایک مجدد دُوسرے مجدد دین کی طرح تجدید دین کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ نبوت ورسالت کا ان کو ہرگز دعویٰ نہ تھا''۔

مولوی محمد علی لاہوری کے اس مختصر رسالہ کی عبارات دے کر خوب جواب فراہم کیا گیا ہے اور مرزا قادیانی کی مجددیت کا بھانڈا پھوڑا گیا ہے۔

''احتساب قادیانیت'' (مولانا اللہ وسایا) جلد 12 میں رسالہ شامل اشاعت ہے۔[1]

رسائل وجرائد (خصوصی نمبرز)

(۱)

ماہنامہ تائید الاسلام (بشارت محمدی)

صفحات : 104(اُردو)

سن تصنیف: 1336ھ/1918ء

''حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ بھاٹی دروازہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ گورنمنٹ کے محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ فروری 1912ء میں پوسٹ ماسٹر کے عہدے سے ریٹائرمنٹ پائی۔ آپ نے لاہور میں انجمن تائید الاسلام کی بنیاد رکھی اور ''تائید الاسلام'' کے نام سے ہی ایک ماہنامہ جاری کیا جو تاحیات شائع کرتے رہے۔ ماہنامہ تائید الاسلام کی تقریباً ہر اشاعت عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت، عقیدہ حیات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حمایت اور

[1] فاروقی، غلام دستگیر، کتابیات ختم نبوت، جلد اوّل

قادیانی عقیدہ وفات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تردید اور فتنہ قادیانیت کے انکار ختم نبوت اور اجرائے ختم نبوت جیسے عقائد باطلہ کا رد تحریر فرماتے تھے۔''

ماہنامہ مجلّہ ''الحقیقہ'' شکر گڑھ کے تحفظ ختم نبوت نمبر جلد دوم پانچواں باب۔۔۔سنی صحافت میں ایک مضمون بنام ''تعارف رسائل ختم نبوت'' عزیزم ومکرم محمد احمد حسن قادری زید شرفہ کا شامل اشاعت ہے جس میں 25 رسائل کے تعارف میں 7 رسائل ماہنامہ تائید الاسلام کے مختلف خصوصی نمبرز پر مشتمل ہیں۔احقر کمترین خلائق اپنے عزیزم ومحبی محمد احمد حسن قادری کی محنت کو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔(بتصرف) اللہ کریم ممدوح کی محنت کو قبول فرمائے۔توفیقات خیر میں مزید اضافہ ہو۔(یاد رہے کتابیات ختم نبوت جلد اوّل میں قبلہ بابو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی 20 کتب کا تعارف ہے۔)

''ماہنامہ تائید الاسلام کی اس اشاعت کا نام بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی'' ہے مصنف کے کتاب کے ٹائٹل پر کتاب کا تعارف اس طرح کروایا ہے:

''بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی جسے خاکسار بابو پیر بخش (پنشنر پوسٹ ماسٹر) مصنف معیار عقائد قادیانی اور تردید نبوت قادیانی و سیکرٹری انجمن تائید الاسلام نے جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو منکشف اور۔۔۔۔۔اوہام کرنے کے لئے 1918ء/ 1336ھ میں انجمن تائید الاسلام کی طرف سے مطبع گلزار محمدی لاہور میں شیخ گلزار محمد کے اہتمام میں چھپوائی۔'' ٹائٹل کے ایک طرف حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کا تذکرہ بھی ہے۔

پیر صاحب گولڑہ شریف کی کتاب کا تعارف کچھ اس طرح ہے:

حجۃ اللہ البالغہ المعروف سیف چشتیائی علامہ زماں قطب دوراں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ادام اللہ فیوضہم کی ردمرزائیت میں بے نظیر مسلمہ عالمانہ کتاب ہے۔[1]

احقر عرض گزار ہے ماہنامہ تائید الاسلام کے خصوصی نمبرز کے وہی نام ہیں جو حضرت بابو

[1] الحقیقہ، تحفظ ختم نبوت نمبر، ج ۲، ص ۳۶۰

پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی الگ شائع شدہ تصنیفات کے اسماء ہیں۔دلائل شاہد ہیں کہ یہ نمبرز الگ شائع ہوئے اور کتب الگ۔یہ ساتوں خصوصی نمبرز محمد احمد حسن قادری زید مجدہ کی لائبریری چک نمبر 72۔۔۔۔ضلع فیصل آباد میں محفوظ ہیں۔۔۔۔۔''بشارت محمدی'' الگ کتاب کا تعارف ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل صفحہ 146 پر موجود ہے۔

(۲)

ماہنامہ تائید الاسلام (کرشن قادیانی)

صفحات : 32 (اُردو)

سن تصنیف: 1338ھ/1920ء

کتاب کے ٹائٹل پر قرآن مجید کی سورۃ النساء آیت نمبر 151 اور اس کا اُردو ترجمہ تحریر ہے۔

ترجمہ: ''اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے بیچ بیچ میں کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں اور یہ لوگ سچ مچ کافر ہیں۔''

کتاب کے ٹائٹل پر ہی عنوان کے نیچے کتاب کا خلاصہ اور نام مصنف، سن اشاعت اور نام ناشر وغیرہ تحریر کیا ہوا ہے۔تعارف یوں لکھا ہے!

''کرشن قادیانی جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر مرزا (قادیانی) صاحب کرشن جی کے اوتار تھے تو مسلمان نہ تھے۔''[2]

''کرشن قادیانی'' کتاب کا تعارف ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل صفحہ ۱۴۴ پر ہے۔

(۳)

ماہنامہ تائید الاسلام (مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی)

صفحات : 164 (اُردو)

سن تصنیف: 1339ھ/1921ء

[2] الحقیقہ، تحفظ ختم نبوت نمبر، ج ۲، ص ۳۶۰

محمد احمد حسن قادری رقمطراز ہیں:

حضرت بابو پیر بخش اور مرزائی مربی غلام رسول راجیکی قادیانی کے درمیان لاہور میں 26، 27، 28 جون 1921ء کو مناظرہ ہوا۔ مناظرہ کا موضوع تھا مرزائی غلام رسول نے بعد حضور ﷺ کسی نبی کے پیدا ہونے کے امکان پر بحث کرتی تھی اور قرار پایا تھا کہ قرآن و حدیث کے سوا کچھ پیش نہ کیا جاوے گا اور حضرت بابو پیر بخش لاہوری نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر دلائل دینے تھے کہ بعد حضور ﷺ کوئی نبی پیدا ہونے کا امکان نہیں۔

اس مناظرہ میں قادیانی ملعون مناظر راجیکی نے شکست کھائی تو یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ میں اپنے دلائل کتابی شکل میں شائع کروں گا۔ بابو پیر بخش اپنے دلائل لکھیں میں ان کا جواب لکھوں گا۔ بعد میں قادیان جا کر کہا کہ پہلے بابو پیر بخش اپنے دلائل لکھیں میں اُن کا جواب لکھوں گا۔ چنانچہ ستمبر 1921ء میں بابو پیر بخش نے اپنے رسالہ ''تائید الاسلام'' میں اپنے دلائل تحریر کئے۔ قادیانی مربی نے ''مباحثہ لاہور'' نامی کتابچہ میں ان کا جواب الجواب لکھا۔ حضرت بابو پیر بخش نے مباحثہ لاہور کے جواب میں ''مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی'' تحریر فرمائی اس میں ''مباحثہ لاہور'' کا جواب ہے مصنف کتاب حضرت بابو پیر بخش اس کتاب کے ٹائٹل پر تعارف اس طرح تحریر کرتے ہیں!

''مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی''، یعنی مباحثہ لاہور کی سچی سچی کیفیت جو مابین غلام رسول قادیانی مرزائی آف راجیکی اور سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور جون 1921ء میں ہوا تھا اور مولوی غلام رسول قادیانی نے غلط بیانی کر کے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا تھا۔ اس کا جواب الجواب مع شہادت عہدہ داران مسلمہ فریقین انجمن تائید الاسلام لاہور کی طرف سے جولائی 1922ء کو شائع کیا گیا۔[1]

مذکورہ تعارف خصوصی نمبر کا ہے اسی نام سے الگ کتاب کا تعارف ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل صفحہ ۱۴۸ پر کروایا جا چکا ہے۔

۱۔ الحقیقہ، تحفظ ختم نبوت نمبر، ج ۲، ص ۳۶۱

(۴)

ماہنامہ تائید الاسلام (کاشف مغالطہ قادیانی فی ردّ نشان آسمانی)

صفحات : 44 (اُردو)

سن تصنیف: 1339ھ/1921ء

''جاء الحق و زھق الباطل'' سچ آیا اور جھوٹ رخصت ہوا۔ کذب را نبود فروغ چوں نباید نور حق۔ مؤلفہ چوہدری محمد حسین ایم۔اے۔ جس میں فاضل مؤلف نے نہایت محققانہ طور پر قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی تنقید و تحقیق کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے قصیدہ مذکورہ کی ترتیب اُلٹ پلٹ کر کے بہت جگہ تحریف لفظی و معنوی کر کے مسلمانوں کو سخت دھوکہ دیا ہے لائق مؤلف نے پروفیسر براؤن صاحب جو کہ یورپ کے سربرآوردہ فاضل و محق سیاح ہیں ان کے حاصل کردہ قصیدہ سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب (قادیانی) کی غلط بیانی ثابت کی ہے۔ جس کے واسطے چوہدری صاحب شکریہ اور قدر دانی کے مستحق ہیں'' اس کتاب پر پروفیسر محمد اصغر علی روحی کی تقریظ لطیف ہے۔[2]

''کاشف مغالطہ قادیانی فی ردنشانی آسمانی'' دراصل چوہدری محمد حسین ایم۔اے صاحب کی تالیف مبارک ہے کتاب کی اہمیت و تحقیق کے پیش نظر حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ماہنامہ تائید الاسلام کا خصوصی نمبر بھی بنایا ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل صفحہ ۱۴۲ پر کتاب کا ذکر خیر ہے۔

(۵)

ماہنامہ تائید الاسلام (تحقیق صحیح فی قبر مسیح)

صفحات : 54 (اُردو)

سن تصنیف: 1341ھ/1922ء

۲۔ الحقیقہ، تحفظ ختم نبوت نمبر، ج ۲، ص ۳۶۱

کتاب کے ٹائٹل پر تعارف تحریر کیا ہے۔ ''تحقیق صحیح فی قبر مسیح'' جو کہ انجمن تائید الاسلام لاہور کے ماہواری رسالوں میں جولائی، اگست، ستمبر 1920ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اب وہ کتاب کی شکل میں باہتمام خاکسار پیر بخش لاہوری سیکرٹری انجمن تائید الاسلام ماہ ستمبر 1922ء میں شائع کی گئی۔ تا کہ ان مسلمانوں کو جن کو مرزائیوں سے بحث کا موقع ملتا ہے کام آئے۔''[1]

کتاب ''تحقیق صحیح فی قبر مسیح'' کا تفصیلی تعارف ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل صفحہ نمبر ۱۴۹ پر دینے کی سعادت فقیر پُرتقصیر کو ملی ہے۔

(۶)

ماہنامہ تائید الاسلام (تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامۃ)

صفحات : 238 (اُردو)

سن تصنیف: 1343ھ/1925ء

''اس کتاب کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس کتاب کا سن اشاعت اول معلوم نہ ہو سکا۔ ایک قادیانی نے کتاب لکھی جس کا نام ''النبوۃ فی خیر الامۃ'' تھا اس کتاب کے جواب میں حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب تحریر فرمائی۔ یہ کتاب صحیح معنوں میں قادیانی کتاب کا جواب ہے۔ حضرت مصنف مرحوم نے ایک اعتراض کے کئی کئی دلائل کے ساتھ جوابات تحریر فرمائے ہیں۔''[2]

''الحقیقہ'' کے مذکورہ نمبر میں عزیزم محمد احمد حسن قادری زید مجدہ نے صفحات کی تعداد 238 تحریر کی ہے جبکہ ''عقیدہ ختم النبوۃ'' جلد پندرہ اور ''احتساب قادیانیت'' جلد بارہ کے

---

۱ الحقیقہ، تحفظ ختم نبوت نمبر، ج ۲، ص ۳۶۱

۲ الحقیقہ، تحفظ ختم نبوت نمبر، ج ۲، ص ۳۶۲

حوالہ سے ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اول صفحہ 154 پر صفحات کی تعداد 308 ہے۔ تعداد صفحات کے اتنے فرق سے بھی اس بات تک آسانی سے رسائی ہوتی ہے کہ (تردید نبوت قادیانی) کتابی شکل میں الگ شائع ہوئی اور خصوصی نمبر الگ۔

تفصیلی تعارف کے لئے ''الحقیقہ'' اور ''کتابیات ختم نبوت'' کے مندرجہ بالا حوالہ کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۷)

ماہنامہ تائید الاسلام (مجدد وقت کون ہو سکتا ہے؟)

صفحات : 32 (اُردو)

کتاب ہذا کے شروع میں بابو پیر بخش لاہوری لکھتے ہیں!

''برادرانِ اسلام مرزائی لاہوری جماعت کی طرف سے محمد علی لاہوری ایم۔اے نے ایک چھوٹا سا رسالہ بنام ''بعثت مجددین'' شائع کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی صرف مجدد دین محمدی تھے اور رسالت و نبوت کا الزام اُن پر جھوٹا ہے وہ ایک امتی محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ (نعوذ باللہ)

اس رسالے کے صفحہ نمبر 18 پر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چودھویں صدی کا مجدد تحریر کیا ہے۔

قادیانی کتاب کا جواب یہ خاص اشاعت تائید الاسلام جس طرح اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے نام کے اعداد تحریر کریں تو سن تالیف بنتا ہے اسی طرح بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی انجمن تائید الاسلام کے ماہنامہ رسالہ ''تائید الاسلام'' کی اشاعت خاص کا صرف ٹائٹل پریس تو کتاب کا تعارف و خلاصہ معلوم ہو جاتا ہے۔ حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ان درج بالا رسائل کے علاوہ بھی رسائل موجود ہیں جن میں اُردو رسائل کے علاوہ ''حافظ ایمان از فتنہ قادیان'' عربی اور فارسی میں موجود ہے۔ (''حافظ ایمان'' کے عربی زبان میں ہونے کا ذکر ''کتابیات ختم نبوت'' جلد اوّل صفحہ 143 پر بحوالہ ''عقیدہ ختم النبوۃ'' جلد چودہ صفحہ ۱۴ پر کیا

گیا ہے۔ البتہ فارسی زبان میں ہونے کا ذکر عزیزی محمد احمد حسن قادری زید شرفہ نے فرمایا ہے۔ تحقیق کے بعد عرض کیا جائے گا) کیونکہ ہمارا موضوع صرف ماہانہ رسائل کا تعارف تھا اس لئے جو ماہانہ رسائل کی اشاعت خاص ملی اُن کا تعارف تحریر کر دیا ہے۔

اللہ عزوجل بوسیلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصنف مرحوم کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے فتنہ قادیانیت کے مکروہ فریب طشت از بام کر کے ملت اسلامیہ کو قادیانی دھوکوں سے بچایا۔

حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں ہے۔[1]

میر قاسم علی مرزائی کی ایک ہزار روپیہ انعام والی کتاب کا جواب

برادران اسلام! میر قاسم علی مرزائی کی طرف سے ایک کتاب مسمی بہ کتاب ''النبوۃ فی خیر الامۃ'' شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں اور رسولوں کا آنا نہ صرف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد تیرہ سو برس سے چلا آ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا اور ان کو مغضوب و مجذوب کہا ہے اور عقلی ڈھکوسلے لگا کر مسلمانوں کو بہت دھوکے دیئے ہیں جن کا اظہار کرنا اور جواب دینا ضروری تھا۔ اسی لئے الحمد للہ کہ کتاب مذکور کا جواب ''تردید نبوت قادیانی'' ۲۳۲ صفحات پر بابو پیر بخش نے لکھ کر چھپوائی ہے۔[2]

برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں آباد مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہی کے لئے جناب بابو پیر بخش کی بعض تصانیف کے عربی، فارسی اور انگریزی تراجم بھی کئے گئے اور انہیں افغانستان، مصر، شام، عراق اور افریقہ وغیرہ میں مفت تقسیم کیا گیا۔ ماہنامہ تائید الاسلام بابت دسمبر ۱۹۲۵ء میں لوگوں سے اس طرح گزارش کی گئی ہے:

[1] فاروقی، غلام دستگیر، کتابیات ختم نبوت، جلد دوم (زیر طبع)

[2] عقیدہ ختم نبوت، ج:۱۵ ص:٦، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی

ضروری گزارش

برادران اسلام! خدا کے فضل سے یہ سال ختم ہوا۔ اب آئندہ سال کے اخراجات کے واسطے انجمن کو سرمائے کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ اس سال معمولی اخراجات رسالہ کے ماہوار ایک کتاب ۸۴ صفحات کی مسمیٰ بہ ''حافظ ایمان از فتنہ قادیان'' فارسی زبان میں تصنیف کی گئی اور ۲۲x۲۰ سائز پر لکھوا کر چھپا کر مفت مسلمانان کابل و قندھار، بخارا و بلوچستان وغیرہ علاقہ جات میں تقسیم کی گئی تھی۔ کیونکہ فارسی زبان میں ''انجمن تائید الاسلام'' کی طرف سے اس سے پہلے کوئی کتاب شائع نہ ہوئی تھی۔ اسی کتاب کا ترجمہ عربی زبان میں کرا کر علاقہ مصر و شام و بیت المقدس و بصرہ و بغداد وغیرہ میں مفت تقسیم کیا گیا۔ اسی کتاب کا انگریزی ترجمہ چھپوا کر علاقہ بمبئی، مدارس، مالا بار (ملبار)، بنگال، رنگون و برہما (برما) میں تقسیم کرایا گیا۔ یہ تمام اخراجات کا بوجھ انجمن کے مستقل سرمائے پر پڑا۔[3]

بابو صاحب کی تقریر

تحریر و تصنیف کے علاوہ جناب بابو پیر بخش تقریر کے میدان میں بھی ایک خاص مقام کے حامل تھے۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو منعقد ہونے والے ''جلسہ اسلامیان قادیان'' کی روداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''جناب بابو صاحب موصوف نے اپنی ۱۶ صفحات کی نہایت مدلل اور دلچسپ مطبوعہ تقریر ''اثبات حیات مسیح'' مختصر مگر منکسرانہ تمہید کے بعد سنانی شروع کی۔ اس تقریر کی لطافت نے جلسہ میں ایک خاص شان پیدا کردی۔ ہر لفظ پر تحسین و آفرین کی صدائیں بلند ہوئی تھیں''۔

''درحقیقت جس تحقیق سے ایک مدلل اور مکمل بحث بابو صاحب نے ''اثبات حیات مسیح'' پر کی ہے یہ انہیں کا حصہ تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ''لکل فن رجال و لکل قول مقال'' بابو صاحب کی طبیعت میں مناظرہ کا خاص ملکہ ودیعت ہے''۔[4]

[3] عقیدہ ختم نبوت، ج:۱۵، ص:۷، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی

[4] عقیدہ ختم نبوت، ج:۱۵، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی

انجمن تائید الاسلام

جب ''انجمن حمایت اسلام'' موجود تھی تو پھر ''انجمن تائید الاسلام'' کی کیا ضرورت تھی؟ انجمن حمایت اسلام اسکول و کالج بنا رہی تھی اور بیواؤں کی خدمت کر رہی تھی لیکن جو ہمارا عقائد کا معاملہ ہے اس کی حفاظت نہیں کر پا رہی تھی۔ ''انجمن تائید الاسلام'' اسی لیے بنی کہ ہمارے عقیدے کی حفاظت کر سکے۔ جناب بابو پیر بخش نے ایک دینی ادارے ''انجمن تائید الاسلام'' کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت ماہنامہ رسالہ بنام ''تائید الاسلام'' لاہور، جاری کیا۔ اور اس کے لیے مندرجہ ذیل قواعد وضوابط مقرر کئے:

۱۔ اس انجمن کا نام ''انجمن تائید الاسلام'' ہے۔

۲۔ ہر مسلمان خواہ کسی شہر یا گاؤں کا رہنے والا ہو، ممبر بن سکتا ہے۔

۳۔ ہر ایک ممبر کو کم از کم ۔۔۔۔۔ چندہ ماہوار دینا ضروری ہے۔

۴۔ اگر کوئی صاحب حسبِ توفیق حیثیت خود زیادہ عطیہ دینا چاہیں تو مشکوری کے ساتھ انجمن قبول کرے گی۔

۵۔ انجمن عقائد باطلہ کی تردید تہذیب کے ساتھ کرے گی اور اس کو پولیٹیکل امور میں کچھ دخل نہ ہوگا۔ صرف مذہبی عقائد پر بحث کرے گی۔

انجمن کے تحت فتنہ قادیان کی جانب سے جاری ہونے والے اشتہارات، پمفلٹ، مضامین اور تقاریر کا رَدّ کیا جاتا اور عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کیا جاتا۔ ماہنامہ رسالہ میں رد قادیانیت پر مضامین اور اقتباسات شائع کئے جاتے اور علماء اہل سنت کی رد قادیانیت پر مطبوعہ کتب سے بھی عوام وخواص کو مطلع کیا جاتا۔ انجمن کی جانب سے اکثر اوقات رد قادیانیت پر رسائل مفت تقسیم کئے جاتے اور اس سلسلے میں لوگوں سے مالی تعاون کی اپیل بھی کی جاتی۔ ایک مقام پر جناب بابو پیر بخش مسلمانوں سے التماس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

التماس ضروری برادران اسلام:

مرزائی صاحبان کی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے واسطے ایک ''انجمن تائید الاسلام'' جو کہ

تہذیب کے ساتھ مرزائی صاحبان کو بغرض اصلاح جواب دیتی رہے گی، قائم ہوئی ہے۔ جو مسلمان اس کار خیر میں مدد دینا چاہیں اور انجمن کا ممبر بننا چاہیں تو اپنا نام لکھ کر انجمن میں بھیج دیں اور اپنی جماعت میں حصہ لے کر ثواب دارین کے مستحق بنیں۔ کیونکہ مرزائی صاحبان کی ایک انجمن قائم ہوئی ہے۔ جو کہ چھوٹے چھوٹے رسالہ جات مفت تقسیم کرتی ہے اور اپنے عقلی ڈھکوسلے لگا کر عام مسلمانوں کو دھوکا دے کر بہکاتی ہے جن کا جواب دینا نہایت ضروری ہے۔

جو مسلمان اس رسالہ کے ساتھ مالی تعاون کرتے ان کے نام اور رقم کی تفصیل بھی رسالے کے آخر میں شائع کی جاتی۔ ماہنامہ تائید الاسلام کے ساتھ مالی تعاون کرنے والوں کی فہرست میں دو اہم علمی شخصیات زبدۃ العارفین حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب (۱۸۴۱۔۱۹۵۱ء) اور قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ کے نام بھی مذکور ہیں۔

جناب بابو پیر بخش اپنی تصانیف میں علماء اہلسنت کی رد قادیانیت پر لکھی جانے والی کتب کا تعارف بھی پیش کرتے۔ انجمن تائید الاسلام کی ۱۹۱۷ء کی ایک اشاعت کے سرورق کے اردگرد یہ اطلاع درج ہے:

حجۃ اللہ البالغہ یعنی ''سیف چشتیائی'' مصنفہ علامۂ زمان قطبِ دوراں حضرت خواجہ سید مہر علی شاہ (۱۸۹۵ء۔۱۹۳۷ء) کو دنیا بھر کے علماء نے تسلیم کیا ہے کہ عالمانہ نظر میں مرزا قادیانی کا رد اس سے بہتر نہیں کیا گیا۔

تائید الاسلام کے سرورق پر یہ اطلاع تحریر ہے:

''اطلاع: افادۃ الافہام مولفہ حضرت مولانا محمد انوار اللہ (۱۸۴۹ء۔۱۹۱۸ء) (صدر الصدور، حیدرآباد، دکن) تردید مرزائی میں یہ دو جلدوں کی ضخیم بے نظیر کتاب جو بڑی جستجو سے تین نسخے بہم پہنچائے گئے ہیں۔ علماء فوراً منگوالیں''۔[1]

جب مصنف نے بعض مصلحتوں کے تحت کچھ عرصہ کے لیے رسالہ ''تائید الاسلام'' کی

[1] عقیدہ ختم نبوت، ج:۱۵، ص:۱۰، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی
(تحریر: اس بات کو ''عقیدہ ختم نبوت'' والوں نے رسالہ تائید الاسلام نومبر ۱۹۲۰ء سے لیا ہے۔)

اشاعت روک دی تو حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی (مصنف کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی) نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار ''انقلاب زفاف حاضرہ'' میں ان الفاظ میں فرمایا:

''ہمارے محترم دوست مولوی بابو پیر بخش صاحب نے رسالہ ''تائید الاسلام'' لاہور کو بند کر دیا اور نہایت اہم دینی کام کو چھوڑ دیا''۔[1]

جناب بابو پیر بخش ۱۹۱۲ء میں اپنے عہدے سے فراغت کے بعد سے مسلسل سولہ سال تک مرزا قادیانی کے فتنے کا مقابلہ کرتے رہے۔ بابو صاحب نے اپنی کتب رسائل، مضامین اور اہل سنت کے دیگر بزرگوں کی تصانیف کے ذریعے لوگوں کو اس فتنہ سے مطلع و آگاہ کیا۔ مرزائیوں کی جانب سے جاری ہونے والے ہر اشتہار اور پمفلٹ کا عقلی دلائل سے جواب دیا۔

جناب بابو پیر بخش کے وصال کے بعد مئی ۱۹۲۷ء سے مئی ۱۹۳۲ء یعنی پانچ سال تک رسالہ ''تائید الاسلام'' کے اجراء کی ذمہ داری جناب میاں قمر الدین صاحب (۱۸۶۲ء۔ ۱۹۵۲ء) نے سنبھالی۔ رسالہ ''تائید الاسلام''، بابت ماہ جون ۱۹۳۲ء کے شمارے میں بابو پیر بخش کی خدمات کو سراہتے ہوئے مضمون نویس رفیق محترم تحریر کرتے ہیں:

''تردید مرزائیت میں جن لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان میں رسالہ ''تائید الاسلام'' کے بانی محترم جناب بابو بخش صاحب مرحوم و مغفور ایک امتیازی خصوصیت رکھتے ہیں۔ جناب میاں صاحب نے پوسٹ ماسٹر کے عہدے سے پنشن لینے کے بعد بھاٹی دروازہ لاہور سے تردید مرزائیت کے لیے رسالہ ''تائید الاسلام'' کا اجراء کیا اور اپنی ذاتی قابلیت سے اس رسالہ کو یہاں تک ترقی دی کہ رسالہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند مثلاً افغانستان، افریقہ،

[1] عقیدہ ختم نبوت، ج:۱۶، ص:۱۰، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی
(تحریر: اس بات کو ''عقیدہ ختم نبوت'' جلد ۱۶ والوں نے رسالہ انجمن نعمانیہ، لاہور، جنوری ۱۹۲۸ء سے لیا ہے۔)

مصر، شام، برما وغیرہ ممالک میں کثرت سے جانے لگا۔ میاں صاحب مرحوم نے اپنے مشن کو رسالہ تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ تردید مرزائیت میں کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ عربی اور انگریزی میں رسالے شائع کئے تاکہ اسلامی ممالک اور یورپ میں لوگ مرزائی حقیقت سے پورے طور پر آگاہ ہو جائیں۔ میاں صاحب موصوف باوجود پیرانہ سالی کے، جس جوان ہمتی سے اور تن دہی کے ساتھ سولہ برس تک کا طویل عرصہ اس عظیم الشان کام کو سرانجام دیتے رہے یہ انہیں کا حصہ تھا۔ یقیناً نصرت الٰہی ان کی مددگار اور مؤید تھی۔ اسی لئے ان کا مشن دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔ مرزائیوں سے پوچھئے جن کے سینے پر ان کی تحریریں مونگ دلتی رہیں اور ہر میدان میں مرزائیوں کو میاں صاحب کے مقابلہ میں ذلیل ترین شکست نصیب ہوتی رہی۔ آخر وہ وقت آپہنچا کہ جب ہر ایک انسان دنیوی تعلقات کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کے ہاں جانے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ وفات سے پہلے میاں صاحب نے رسالہ کا فنڈ اور کتب خانہ، ٹرسٹیز مقرر فرمانے کے بعد محترمی و مکرمی جناب میاں قمر الدین صاحب رئیس اچھرہ کے سپرد فرما دیا۔ اور خود مئی ۱۹۲۷ء میں دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرمائی''۔

انا للہ وانا الیہ راجعون[2]

☆

[2] عقیدہ ختم نبوت، ج11، 12، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی

فصل سوم

چند نئے گوشے

محققہ نے ''انجمن تائید الاسلام''، ''عقیدہ ختم نبوت'' اور ''احتساب قادیانیت'' پڑھیں۔ یہ وہ کتابیں ہیں جس سے راقمہ کو بابو پیر بخش کی نہایت مختصر حالات زندگی معلوم ہوئے۔لیکن ریسرچر نے اپنی تحقیق کو مزید بہتر کرنے اور بابو پیر بخش لاہوری کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے درج ذیل مقامات کا دورہ کیا۔

بابو پیر بخش لاہوری محکمہ ڈاک میں کام کرتے تھے اس لیے محققہ 2020-08-24 بروز پیر کو جنرل پوسٹ آفس (GPO) لاہور گئی۔لیکن ریسرچر کی ملاقات پوسٹ آفیسر سے نہ ہو سکی۔ 2020-08-25 بروز منگل محققہ دوبارہ GPO گئی اور جنرل پوسٹ آفیسر سے ملاقات کی اور انہیں اپنے مقالہ کے عنوان کا بتایا اور ان سے بابو پیر بخش لاہوری کے متعلق سوالات کیے۔

بابو پیر بخش لاہوری ۱۹۱۲ء میں محکمہ ڈاک سے ریٹائر ہوئے ہیں کیا ان کے حالات زندگی یا خاندان کے متعلق معلومات مل سکتی ہیں؟ پوسٹ آفیسر نے بتایا اگر تو محققہ ان کا پنشن نمبر جانتی ہے تو ان کے متعلق کچھ بتایا جا سکتا ہے۔آفیسر نے یہ بھی بتایا کہ لاہور GPO میں 1985ء سے پہلے کا ریکارڈ موجود ہی نہیں۔۱۹۸۵ء سے پہلے کا ریکارڈ سیلاب کی وجہ سے ضائع ہو گیا۔اس طرح GPO سے محققہ کو بابو پیر بخش صاحب کے متعلق کوئی معلومات نہ ملی۔

بابو صاحب بھاٹی گیٹ کے رہنے والے تھے اس لیے محققہ 2020-09-04 بروز بدھ کو بھاٹی گیٹ گئی۔اور وہاں کے لوگوں سے بابو پیر بخش کا پوچھا لیکن سب نے یہی کہا کہ وہ اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتے۔

محققہ کو پتہ چلا کہ بابو لاہوری کی رہائش ذیلدار مکان بھاٹی گیٹ میں تھی تو محققہ دوبارہ 2020-09-10 کو بھاٹی گیٹ گئی اور لوگوں سے کوچہ ذیلداراں کا پوچھا۔بہت سے لوگوں

سے معلومات لینے کے بعد یہ پتا چلا کہ بھاٹی گیٹ میں ذیلدار گلی ہے۔محققہ نے ذیلدار گلی کی تلاش شروع کی۔اور یہ معلوم ہوا کہ پولیس تھانہ بھاٹی گیٹ ذیلدار گلی میں ہی ہے۔

محققہ پولیس اسٹیشن بھاٹی گیٹ ضلع لاہور گئی اور وہاں پر رضا عباس ہیڈ کانسٹیبل سے ملی۔انہوں نے کہا کہ وہ بابو پیر بخش لاہوری اور ذیلداروں کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔انہوں نے بتایا کہ سلمان اسکول کے پرنسپل شاید بابو پیر بخش کے بارے میں کچھ جانتے ہوں۔محکمہ تھانہ کے سامنے سلمان اسکول تھا جو کہ اس دن بند تھا۔راقمہ 2020-09-14 کو سلمان اسکول گئی اور وہاں کے پرنسپل شبیر صاحب سے ملی۔جن کی عمر قریباً 50 سال ہے۔ان سے جب بابو پیر بخش کا پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ تو بابو صاحب کے متعلق کچھ نہیں جانتے لیکن ان کے والد محترم چوہدری محمد یونس جن کی عمر 92 سال ہے وہ بابو پیر بخش کے متعلق ضرور جانتے ہوں گے۔کیونکہ ان کے آباؤاجداد بھی بھاٹی کے ہی رہنے والے ہیں۔لیکن محمد یونس صاحب بیمار ہونے کی وجہ سے بول نہیں سکتے۔

ریسرچر نے کوچہ ذیلدار کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ذیلدار محلے کا سابقہ نام بنجارے تھا۔اسی محلے میں ذیلدار حویلی تھی جہاں پر اب انہوں نے سلمان اسکول بنا لیا ہے۔شبیر صاحب نے راقمہ کو شعیب صاحب کے گھر جانے کو کہا جن کا تعلق بھاٹی گیٹ کے تعلیم یافتہ خاندان سے ہے۔محققہ شعیب صاحب کے گھر اپنے ماموں کے ساتھ گئی وہاں جا کر پتہ چلا کہ ان کے گھر سے ''مخزن'' رسالہ (ایڈیٹر: حفیظ جالندھری) نکلتا تھا۔بہت سے ادیب اور شاعر (جیسے علامہ اقبال وغیرہ) ان کے گھر آتے تھے۔ شعیب صاحب سے بابو پیر بخش لاہوری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا انہیں بابو پیر بخش کے متعلق کوئی معلومات حاصل نہیں ہیں۔ان کا کہنا تھا شاید ان کا بڑا بھائی کچھ جانتا ہو لیکن وہ اب حیات نہیں ہیں۔

راقمہ کی ثاقب رضا قادری سے بذریعہ ٹیلی فون بات ہوئی ان سے بابو پیر بخش اور ذیلدار خاندان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا: لاہوری صاحب بھاٹی گیٹ کے ہی رہنے والے تھے۔لیکن ان کی کتابوں اور رسائل کا جو بھی خرچہ تھا وہ بابو صاحب کی زندگی میں بھی میاں قمر الدین ہی برداشت کیا کرتے تھے۔لاہوری صاحب کے وصال کے بعد تائید

الاسلام کی ادارت میاں قمر الدین نے سنبھال لی۔ ذیلدار خاندان کے تعارف میں ثاقب رضا قادری نے بتایا کہ جامعہ فتحیہ کے sponser ذیلدار فیملی کے لوگ تھے۔ بابو پیر بخش لاہوری کا تعلق بھی اسی خاندان سے تھا۔ ذیلدار فیملی کی دو تین شاخیں ہیں کچھ اچھرہ میں رہتے تھے۔ کچھ بھاٹی گیٹ میں اور کچھ یتیم خانے کے پاس ڈھولن وال میں رہتے تھے۔ یہ ذیلدار فیملی کا سلسلہ ہے۔[1]

ثاقب رضا قادری نے مقالہ نگار کو ڈاکٹر ضیاء الحق قمر سے رابطہ کرنے کو کہا۔ ضیاء الحق قمر میرے استاذ محترم کے سپر جونیئر ہیں۔

ضیاء الحق صاحب نے محققہ کو ذیلدار خاندان کا تعارف، جامعہ فتحیہ کی تاریخ اور میاں قمر الدین صاحب کے تعارف کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ (ان موضوعات کی تفصیل اسی باب میں آگے لکھی ہے)۔

حاصل بحث

ریسرچر کی اس ساری جدوجہد یعنی مختلف جگہوں پر جانا، لوگوں کے انٹرویوز لینا اس سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ذیلدار خاندان کی لاہور میں بہت زیادہ خدمات ہیں۔ ذیلدار آرائیں برادری کا ہی حصہ ہیں۔ لاہور کے بڑے بڑے لوگ آرائیں ہی تھے۔ ان لوگوں کی خدمات ہمہ پہلو ہیں۔

یہ لوگ سیاست کے میدان میں بھی کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ لوگ قانون کے میدان میں بھی، ججز، وکیل، پروفیسرز بھی ہیں اور ان لوگوں نے دین کے میدان میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ جیسا کہ ''جامعہ فتحیہ'' کے معاونین میاں محمد اسلام جان، میاں محمد سلمان اور میاں محمد نعمان کا نام آتا ہے۔ میاں قمر الدین کی بہت سی خدمات ہیں۔ اکثر بابو پیر بخش کے متعلق یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ لاہور میں کام کرتے تھے کیونکہ وہ لاہوری تھے۔ راقمہ کی تحقیق سے پتہ چلا کہ وہ تو ملتان کے محکمہ ڈاک میں کام کرتے تھے۔

[1] انٹرویو: ثاقب رضا قادری، ۱۵ ستمبر ۲۰۲۰ء، بروز منگل

ذیلدار خاندان کا تعارف

انگریز دور میں لاہور اور اس کے گردونواح کے علاقہ میں انگریز نے چار ذیلدار مقرر کر رکھے تھے۔ ان چار میں سے جو بھاٹی اور اچھرہ والے تھے وہ ایک ہی خاندان تھا۔ آپس میں ان کی بہت قرابت داری تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دینی اور دنیوی ہر اعتبار سے بڑا نوازا تھا۔ ان کا تعلق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے تھا۔ یہ ہر دینی وملی کام میں پیش پیش ہوتے تھے۔ ''جامعہ فتحیہ'' بھی انہی کا قائم کردہ ادارہ تھا۔ فتنہ قادیانیت اور انکار حدیث کے سدِّ باب میں اس خاندان کی کوششیں قابل ذکر ہیں۔ بابو پیر بخش لاہوری بھی اسی خاندان کے فردِ فرید تھے۔

اللہ کریم نے قادیانیت کے خلاف اس خاندان میں سے میاں قمر الدین اور میاں محمد اسلم جان اور بابو پیر بخش سے بہت کام لیا۔ بھاٹی گیٹ والے خاندان میں سے کچھ افراد ''ساندہ'' ڈھولن وال اور نواں کوٹ اور کچھ ''ٹھوکر'' کے قریب ''کٹار بند'' ایک گاؤں ہے وہاں منتقل ہوئے۔ میاں قمر الدین کے چھوٹے بھائی میاں عبدالغنی اور بابو پیر بخش نے بھاٹی میں ہی زندگی گزاری اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔[2]

''جامعہ فتحیہ'' کا تعارف

اچھرہ کے ایک متدین ومتمول بزرگ میاں امام الدین (وفات ۱۹۰۶ء) ۱۸۷۵ء میں اپنے شیخ حضرت شاہ عبدالرسول قصوری کی بشارت وارشاد پر صاحب بصیرت وسعادت بیٹے حافظ فتح محمد کی نسبت سے ''جامعہ فتحیہ'' کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حافظ فتح محمد صاحب کے علمی فیض کی بدولت جلد ہی یہ جامعہ مرجع طلاب بن گیا۔ طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ۱۸۹۰ء میں موجودہ عمارت معرض وجود میں لائی گئی۔ میاں امام الدین کے انتقال کے بعد ۱۹۰۶ء میں ان کے بھانجے میاں قمر الدین جامعہ کے پہلے مہتمم مقرر ہوئے۔

''جامعہ فتحیہ'' نے خلق خدا کی ظاہری اصلاح کے ساتھ ساتھ باطنی اصلاح میں بھی بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ یہاں بے شمار صاحب نسبت بزرگ تشریف لاتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ الحمدللہ آج بھی جاری وساری ہے۔ جن میں سے حافظ فتح محمد کے مرشد شاہ عبدالرسول

[2] انٹرویو: ضیاء الحق قمر صاحب 01-10-2020 بروز جمعرات

قصوری (1899ـ 1977) سائیں توکل شاہ انبالوی (وفات ۱۸۹۷ء) خواجہ محبوب عالم توکلی اور سلسلہ قادریہ میں حافظ صاحب کے شیخ مولوی نور عالم صاحب سرفہرست ہیں۔ ہم عصر حضرات میں سے میاں شیر محمد شرقپوری (۱۸۶۵ـ ۱۹۲۸ء) اکثر جامعہ تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی ہستیاں ہیں جن کی جامعہ میں تشریف آوری ہوتی رہی۔

فتنہ انکار حدیث کے تعاقب میں ''جامعہ فتحیہ'' کا کردار بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ برصغیر میں فتنہ انکار حدیث کی بنیاد رکھنے والے چراغ علی (وفات ۱۸۹۵ء) اور سرسید (وفات ۱۸۹۸ء) تھے۔ مستری احمد دین اور عبداللہ چکڑالوی نے سلسلہ مزید بڑھایا۔ اس فتنہ کی سب سے پہلے تردید کرنے والوں میں ایک نمایاں نام حافظ فتح محمد صاحب کا ہے۔ انہوں نے متعدد رسائل وکتب کے ذریعے ان باطل نظریات کو تار تار کر کے رکھ دیا۔

فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی میں ''جامعہ فتحیہ'' کا قائدانہ کردار ہے۔ اس فتنہ کی بیخ کنی کے لیے قادیان میں جو زمین حاصل کی گئی اس کو خریدنے کے لیے جانے والوں میں ''جامعہ فتحیہ'' کے مہتمم اول میاں قمر الدین، مہتمم دوم میاں محمد اسلم جان اور سید امیر علی گیلانی تھے۔

۱۸۷۵ء میں جامعہ فتحیہ کے قیام کے بعد سے آج تک اگر ہم ارتقائی عمل کے لحاظ سے جامعہ کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں درج ذیل سنگ میل ملتے ہیں:

۱۔ دورۂ حدیث شریف کا اجراء
۲۔ تحفیظ القرآن الکریم کا الگ شعبہ کے طور پر قیام
۳۔ فاضل عربی کورس کا آغاز
۴۔ درس نظامی کا دوبارہ آغاز
۵۔ شعبہ تجوید وقرأت کا قیام
۶۔ شعبہ تحفیظ القرآن الکریم مع انگلش میڈیم اسکول سسٹم
۷۔ دورۂ حدیث شریف کا دوبارہ اجراء
۸۔ ''حجۃ اللہ البالغہ'' کی تدریس
۹۔ شعبہ عصری تعلیم

اس کے علاوہ ''جامعہ فتحیہ'' میں کتب خانہ بھی موجود ہے۔ جو کہ کتب خانہ قدیم اور جدید

دو حصوں میں منقسم ہے۔ اس میں ۲۰۰ سے زائد مخطوطات ہیں جو انتہائی نادر و نایاب ہیں اور تقریباً 3000 کتب ہیں جن میں اکثر 19 ویں صدی عیسوی کی شائع شدہ ہیں۔[۱]

میاں قمر الدین کا تعارف (۱۸۶۲ء۔ ۱۹۵۲ء)

آپ ۱۸۶۲ء میں کوچہ ذیلداراں، اندرون بھاٹی گیٹ میاں محمد اسمٰعیل کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک متمول ومتدین خاندان سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس گھرانے کو دینی و دنیوی ہر دو اعتبار سے نوازا تھا۔ آپ کے ددھیال اور ننھیال دونوں کے پاس ذیلداری کا منصب تھا۔ آپ کے نانا میاں امام الدین مخدومانِ قصور کے چشم و چراغ حضرت شاہ عبدالرسول قصوری (۱۸۹۹ء۔ ۱۹۷۷ء) کے مرید صادق اور خلیفہ مجاز تھے اور آپ کے ماموں حافظ میاں فتح محمد بانی ''جامعہ فتحیہ'' بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ عبدالرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کے پردہ فرمانے کے بعد اسی سلسلہ میں حضرت خواجہ محبوب عالم توکلی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر خلافت سے سرفراز ہوئے۔ جب کہ سلسلہ قادریہ میں حافظ فتح محمد سائیں توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولوی نور عالم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔[۲]

اس علمی و روحانی ماحول میں میاں قمر الدین نے نشوونما پائی۔ آپ مطالعہ کے بڑے شیدا تھے۔ اپنے نانا میاں امام الدین صاحب کے انتقال ۱۹۰۶ء کے بعد ''جامعہ فتحیہ'' کا انتظام وانصرام سنبھالنے کے لیے آپ کو اچھرہ منتقل ہونا پڑا۔ جامعہ کے علمی ماحول کی بدولت آپ کے شوق مطالعہ میں مزید اضافہ ہوا جس کی وجہ سے آپ کو انگریزی سامراج کے خود ساختہ پودے فتنۂ قادیانیت سے بھرپور آگاہی ہوئی۔ جس پر آپ نے اپنی تمام ترجانی و مالی صلاحیتیں اس فتنہ کی سرکوبی میں لگا دیں۔[۳]

---

[۱] ضیاء الحق قمر، ڈاکٹر، دار المولفین جامعہ فتحیہ، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص: ۱۔۱۱
[۲] ضیاء الحق قمر، ڈاکٹر، جامعہ فتحیہ تاریخ کے آئینے میں، دار المؤلفین جامعہ فتحیہ، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص: ۳۵
[۳] ضیاء الحق قمر، ڈاکٹر، جامعہ فتحیہ تاریخ کے آئینے میں، دار المؤلفین جامعہ فتحیہ، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص: ۳۶

بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، جن کا تعلق بھی ذیلدار فیملی سے تھا میاں صاحب نے ان کو اس پر آمادہ کیا کہ وہ تصنیف و تالیف کے ذریعے لوگوں کو اس فتنہ سے آگاہ کریں۔ ان کتب کی اشاعت کی سعادت میاں قمر الدین کا مقدر تھی اور رسالہ ''تائید الاسلام'' آپ ہی کی سرپرستی میں شائع ہوتا رہا۔ ۱۹۲۷ء میں بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد سے ۱۹۳۲ء تک آپ اس کے مدیر بھی رہے۔

میاں قمر الدین مجلس احرار اسلام کے خازن اور شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے ناظم کی ذمہ داری بھی سنبھالے رہے۔[1] جب فتنہ قادیانیت پر کاری ضرب لگانے کے لیے قادیان میں تحفظ ختم نبوت کے مرکز کے لیے جگہ خریدنے کا مرحلہ آیا تب بھی میاں صاحب اور ان کے ماموں زاد میاں محمد اسلم جان نے سنت عثمانی کو زندہ کرتے ہوئے اس کے تمام اخراجات خود برداشت کیے۔ تاجدار گولڑا شریف کے مرید صادق سید عطاء اللہ شاہ بخاری (۱۸۹۲ء۔۱۹۶۱ء) آپ کو ''احرار'' کا چلتا پھرتا بینک کہا کرتے تھے۔[2]

آپ اپنے مدرسہ ''جامعہ فتحیہ'' کے علاوہ دیگر مدارس و جماعتوں سے بھی بھرپور مالی تعاون فرماتے۔ انجمن نعمانیہ لاہور کے کارپرداز اپنے سالانہ پروگراموں میں آپ کو بطور مہمان اعزاز مدعو کیا کرتے۔[3] میاں قمر الدین صاحب کے چھوٹے بھائی میاں محمد رفیق ۱۹۴۶ء کے الیکشن میں ''مجلس احرار اسلام'' کی حمایت کے باعث لاہور سے M.P.A. منتخب ہوئے۔ آپ نے فتنۂ قادیانیت اور فتنۂ انکار حدیث کے تدارک کے ساتھ ساتھ ۱۹۰۶ء سے ۱۹۵۲ء تک تادم واپسی ''جامعہ فتحیہ'' کا انتظام و انصرام بھی سنبھالا۔ آپ ایک بھرپور علمی و تحریکی زندگی گزار کر ۱۹۵۲ء میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔[4]

[1] مولانا، انوار انوری، فیصل آباد، ۲۰۱۹ء، ص:۵۱۹
[2] عنایت اللہ چشتی، مولانا، مشاہدات قادیان، مکتبہ معاویہ، ملتان، ۱۹۸۷ء، ص:۲۵۲۔۲۵۸
[3] اقبال احمد فاروقی، علامہ، صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، انجمن نعمانیہ، لاہور ۲۰۱۲ء، ص:۱۸۱
[4] ام کفیل بخاری، سیدی و ابی، بخاری اکیڈمی، ملتان، ۲۰۱۸ء، ص:۱۲۵، ۱۲۶

باب دوم

عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت

فصل اول

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت

ایمانیات میں عقیدہ ختم نبوت سب سے افضل ہے ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کیے گئے ہیں۔ عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں جس طرح کوئی شخص بغیر توحید کے اقرار کے مسلمان نہیں ہو سکتا اس طرح کوئی شخص بغیر ختم نبوت کے اعتراف کے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس طرح عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے محمد ادریس کاندھلوی (۱۸۹۹۔۱۹۷۴ء) لکھتے ہیں کہ ''توحید کا اقرار شرعاً وہی معتبر ہے جو کہ خاتم الانبیاء کے کہنے سے خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانے ورنہ جو شخص یہ کہے کہ میں حق تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھتا ہوں اور محمد ﷺ کو خدا کا آخری نبی مانتا ہوں مگر محمد ﷺ کے کہنے سے خدا کو ایک نہیں مانتا بلکہ میری ذاتی تحقیق یہی ہے کہ خدا ایک ہے تو یہ شخص شرعاً مسلمان نہیں مسلمان وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے کہنے سے خدا کو ایک اور محمد ﷺ کو آخری نبی مانے''۔[5]

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ اس اجماع سے لگایا جا سکتا ہے کہ جو مسیلمہ کذاب کے قتل پر کیا گیا تھا جس کا سبب اس کا دعویٰ نبوت تھا۔ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اس لیے مسلمان ہونے کے لیے اس عقیدہ پر یقین و ایمان رکھنا

[5] کاندھلوی، محمد ادریس، احتساب قادیانیت (رسائل رد قادیانیت)، عالمی مجلس ختم نبوت، ملتان، ۱۹۹۷ء، ج:۲، ص:۴۶۳

ضروری ہے۔اس طرح عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے مولانا سید محمد عبدالقادر آزاد ''ماہِ نو'' میں لکھتے ہیں کہ ''کوئی شخص یہ نہ جانے کہ حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء میں آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اس لیے آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین میں سے ہے''۔[1]

ختم نبوت کا عقیدہ روح ایمان ہے ہم کلمہ اسلام کی روشنی میں بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ﷺ آخری نبی ہیں اس عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت کا اندازہ اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس پر پورے دین کا ڈھانچہ ہے پورے دین کی تعلیمات کو محفوظ کرنے والا عقیدہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے۔اس طرح ختم نبوت کا منکر خواہ انکار سے ہو یا تاویل سے، اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ صرف ایک مسئلہ کا منکر نہیں ہے بلکہ اسلام کا منکر ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت فضیلت وضرورت کو بیان کرنے کے لیے یہ ہی کافی ہے کہ اسلام میں داخل ہونے اور مسلمان بننے کے لیے عقیدہ توحید کے بعد ختم نبوت کے مقدس عقیدے کو ماننا اور تسلیم کرنا ضروری ہے اس عقیدے پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے جو کہ عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت کی واضح دلیلیں ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں سورۂ الحجر میں کہا گیا ہے کہ:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ [2]

''بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں''۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا

[1] قائم نقوی، اسلام کے بنیادی عقائد میں ختم نبوت کی اہمیت، (ماہِ نو)، ۱۹۸۵ء، ص:۸

[2] الحجر ۹:۱۵

ہے اس لیے کہ قرآن مجید قیامت تک کے لیے ہے۔اس اعتبار سے تو اصحابِ صفہ سے لے کر اس وقت تک دنیا کے ہر خطہ میں حفاظ وقراء کا وجود ختم نبوت کی اہمیت کی روشن دلیل ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے جیسا سورۃ الانبیاء میں کہا گیا ہے کہ:

وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ [3]

''ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے''۔

قرآن مجید میں سورہ النساء میں بڑی ہی خوبصورتی سے ختم نبوت کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی کہا ہے:

وَاَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلاً وَكَفٰى بِاللهِ شَهِيْدًا [4]

''اور اے محبوب ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ''۔

ختم نبوت کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے کہ آپ ﷺ کی گواہی کو اللہ ہی کافی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کی رسالت عامہ سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

اخبرنا جابر بن عبداللہ ان النبی قال کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ۔ [5]

''جابر بن عبداللہ نے ہمیں بتایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نبی خاص اپنی قوم کے لیے آیا کرتے تے اور مجھے پوری انسانیت کے لیے بھیجا گیا ہے''۔

[3] الانبیاء ۲۱:

[4] النساء ۴:۷۹

[5] امام بخاری، صحیح بخاری، کتاب التیمم، باب قول اللہ تعالیٰ: فان لم تجدوا ماء فتیموا صعیدا طیبۃ ۱:۱۲۸، رقم الحدیث: ۳۲۸

آپ ﷺ کا تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہونا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ مفتی محمد شفیع (۱۸۹۷ـ۱۹۷۶ء) لکھتے ہیں کہ:

''اگر کوئی شخص تمام اسلامی فرائض واحکام کو بصدق دل تسلیم کرے اور سب پر بطیب خاطر اور اخلاص کے ساتھ عمل کرے لیکن احکام شرعیہ میں سے صرف ایک حکم (عقیدہ ختم نبوت) کا انکار کرے تو یہ ایسا ہی کفر وارتداد ہے جیسے تمام شریعت کا انکار کرنا''۔[1]

پس عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت سے ثابت ہوا کہ مسلمان ہونے کے لیے عقیدہ ختم نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے اور اس کا انکار آپ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اجماع امت محمدیہ کی وجہ سے مطلقاً کفر ہے جس میں کسی قسم کی رعایت کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

دلائل ختم نبوت قرآن مجید کی روشنی میں

قرآن مجید ہدایت کا وہ اولین سرچشمہ ہے جس سے فیض یاب ہوکر انسان دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔ یہ کتاب فرقان آخری آسمانی کتاب ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو تمام مخلوقات کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا قرآنی آیات سے حتمیت کے ساتھ ثابت ہے جس میں شک کرنا کفر و الحاد کا باعث ہے۔ آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔ ایمان باللہ کے بعد سب سے اہم اور بنیادی عقیدہ ایمان بالرسالت ہے اور ایمان بالرسالت میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء ورسل پر ایمان لانے کے ساتھ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانا سب سے اہم ہے۔ قرآن حکیم میں ایمان اور عقیدے کے بارے میں اتنی کثرت کے ساتھ کوئی اور مضمون بیان نہیں ہوا جتنی کثرت کے ساتھ قرآن مجید میں عقیدہ ختم نبوت بیان ہوا ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات خاتم النبیین ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان کر رہی ہیں جن میں سے

[1] محمد شفیع، مولانا مفتی، ختم نبوت کامل، حصہ سوئم، ص:۳۷۵

چند آیات درج ذیل ہیں جو ختم نبوت کے واضح دلائل دے رہی ہیں:

دلیل نمبر ۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[2]

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا''۔

اس آیت مبارکہ میں اکمل دین سے مراد اسلام ہے اور اتمام نعمت سے مراد ختم نبوت کی نعمت ہے اس آیت مبارکہ میں ایمان والوں کو خوشخبری دی گئی ہے کہ اب اس کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ دین اسلام مکمل شکل میں تمہارے پاس آ گیا ہے۔ اب قیامت تک یہ ہی دین چلے گا اور یہ ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۲

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔[3]

''اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ عہد کر لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس (وہ سب پر عظمت والا) رسول تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہے جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور تم ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے''۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں

[2] المائدہ۵:۳

[3] آل عمران ۳:۸۱

تشریف لانے والے مگر پہلے آنے والی آسمانی کتابوں اور صحیفوں کی تصدیق کرنے والے ہیں۔تمام آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کے آنے کی بشارت دی گئی ہے وہ پختہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آخری نبی ﷺ ماننے کا لیا اور تمام انبیاء وہی پختہ عہد اپنی امتوں سے لیتے رہے کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

دلیل نمبر ۳

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ [1]

''بے شک یہ ذکرِ عظیم (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور یقینا ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے''۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہ خود قرآن کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور جس چیز کی ذمہ داری اللہ پر ہے اس کا محفوظ رہنا لازم ہے۔قرآن مجید سے پہلے بھی انبیاء پر وحی نازل ہوتی رہی مگر اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل ہونے والے وحی کی حفاظت کی ذمہ داری نہ لی اور اس لیے آج وہ اپنی اصل حالت میں موجود نہیں اور قرآن مجید نے قیامت تک کے لیے سرچشمہ ہدایت رہنا ہے۔

دلیل نمبر ۴

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا۔ [2]

''آپ فرما دیں: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں''۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کسی خاص فرد کسی خاص قوم کے لیے نبی بن کر نہیں آئے۔آپ ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے ہر فرد کے لیے ہے۔آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور امت مسلمہ آخری امت ہے۔

[1] الحجر ۱۵:۹

[2] الاعراف ۷:۱۵۸

دلیل نمبر ۵

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ [3]

''یہ (قرآن) تو سارے جہان والوں کے لیے نصیحت ہی ہے''۔

اس آیت مبارکہ میں قرآن کو تمام جہان اور کائنات کے لیے سرچشمہ ہدایت بتایا جا رہا ہے کیونکہ یہ اللہ باری تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہے جو اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ [4]

قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن کو گزشتہ صفحات میں نقل کیا ہے وہ سب کی سب ختم نبوت کی وضاحت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی نبی کا آنا محال ہے۔ یہ آیات مبارکہ ہر قسم کی نبوت کا اختتام ثابت کرتی ہیں اور اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی تشریعی نبی پیدا ہوگا اور نہ ہی غیر تشریعی، نہ ہی بروزی۔اس طرح قرآن مجید میں سابقہ انبیاء کا ذکر تو ملتا ہے لیکن کہیں بھی اس بات کا تذکرہ نہیں ملتا کہ آپ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی یا رسول آئے گا۔قرآن مجید میں قیامت تک پیش آنے والے تمام اہم معاملات کو صراحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے اور کسی بھی مقام پر اللہ تعالیٰ یا پیارے نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد کوئی نیا نبی مبعوث ہوگا۔ جب کتاب الٰہی سے اجرائے نبوت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو مومن کے لیے صرف اتنی ہی بات کافی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ ہی کوئی رسول کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور نبوت کے سلسلہ میں آخری کڑی ہیں۔

[3] ص ۳۸:۸۷

[4] محترمہ راقمہ نے قرآن مجید کی 24 آیات بطور دلیل پیش کی ہیں ہم نے بطور تسلسل پانچ آیات شامل کی ہیں باقی نہیں کیونکہ آیات وتشریحات اس موضوع پر دیگر کتب میں بھی بآسانی مل جاتی ہیں تکرار کا مقصد نہیں۔فاروقی

دلائل ختم نبوت احادیث کی روشنی میں

عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن مجید میں قرآنی آیات میں صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے اسی طرح احادیث نبوی ﷺ میں بھی تواتر کے ساتھ بیان ہوا ہے اور آپ ﷺ نے بار ہا اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا ان احادیث کی تعداد سو سے زائد ہے مگر ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

دلیل نمبر ا

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلُ اللہ قَالَ مَثَلِیْ وَ مَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوضِعَ لَبِنَۃَ مِّنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃَ (ابحر علوی) قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمَ النَّبِیّیْنَ۔ [1]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے گھر تعمیر کیا اور اس کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا لیکن ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ آ کر اس مکان کو دیکھنے گئے اور خوش ہونے لگے اور کہنے لگے یہ اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں''۔

اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مختلف اسناد سے نقل کیا ہے۔ امین

[1] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین، ۳:۱۳۰۰، رقم الحدیث: ۳۳۴۲

احسن اصلاحی (۱۹۰۴۔۱۹۹۷ء) اس حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ ''اس حدیث کے متعلق یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کم وبیش انہی الفاظ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی آپ ﷺ کی پیشین گوئی فرمائی تھی ان کا ارشاد ہے کہ جس پتھر کو معمار نے رد کیا بالآخر وہی کونے کا آخری پتھر بنا''۔ [2]

اس حدیث مبارکہ میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قصر نبوت مکمل ہو گیا اب اس میں کسی بھی نبی کی گنجائش نہیں ہے۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری کہتے ہیں کہ ''یہ ایک حدیث ہی اتنی جامع اور اتنی معنی خیز، اتنی بصیرت افروز ہے کہ ختم نبوت کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی''۔ [3]

قرآن مجید کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو انتظام فرمایا وہ بھی درحقیقت ختم نبوت ہی کا ایک لازمی تقاضا ہے۔ دنیا میں کسی بھی نبی سے پہلے جو انبیاء آئے ان کی تعلیمات کی حفاظت کے لیے وہ انتظام نہیں کیا گیا جو قرآن مجید کی حفاظت کے لیے کیا گیا اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ کیونکہ آپ ﷺ سے قبل کوئی بھی نبی خاتم النبیین نہیں ہیں۔ اسی حدیث کو تفہیم القرآن میں بھی مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ [4]

دلیل نمبر ۲

جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ ﷺ لِیْ خَمْسَۃُ اَسْمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدٌ اَنَا مَاحِی الَّذِیْ یَمْحُو اللہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرَ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ۔ [5]

''حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی

[2] اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، ج۶ ص:۲۴۵

[3] پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن ج۴ ص:۱۷

[4] مودودی، تفہیم القرآن، ج:۴ ص:۱۴۱

[5] بخاری، الجامع، الصحیح، کتاب المناقب باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ۳ A: ۱۲۹۹، رقم الحدیث: ۳۵۳۲

(مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سبب کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

دلیل نمبر ۳

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَانَبِیَّ۔ [1]

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول ہوگا''۔

دلیل نمبر ۴

عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِیْ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ قَالَ قِيْلَ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ اَلرُّؤْيَا الْحَسَنَةَ اَوْ قَالَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ۔ [2]

''حضرت ابوطفیل راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت باقی نہیں رہے گی مگر مبشرات۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اچھے خواب یا فرمایا نیک خواب''۔

اس حدیث مبارکہ کو تفہیم القرآن میں مودودی صاحب (۱۹۰۳ـ۱۹۷۹ء) نے بھی ختم نبوت کی دلیل کے طور پر نقل کیا ہے۔ [3]

اس حدیث مبارکہ سے اس بات کی مکمل وضاحت ہوجاتی ہے کہ آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ صرف مبشرات یعنی سچے خواب باقی رہ جائیں گے اس

[1] جامع الترمذی، باب الرویا، باب ذهاب النبوۃ و بعثت المبشرات، رقم الحدیث: ۲۲۷۲
[2] احمد بن حنبل، مسند، بیروت، مطبوعہ مکتب اسلامی، س۔ن، ۵: ۴۵۴، رقم الحدیث: ۲۳۸۴۶
[3] مودودی، تفہیم القرآن، ج: ۴، ص: ۱۴۲

واضح دلیل کے باوجود اب اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت کرتا ہے تو وہ خودساختہ اور من گھڑت ہے اور ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اور کافر و کذاب کبھی نبی نہیں ہوسکتا۔

دلیل نمبر ۵

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَبْنُ الْخَطَّابِ۔ [4]

''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے''۔

آپ ﷺ نے اس بات کی مکمل وضاحت کردی کہ اگر نبی ہوتے تو وہ عمر بن الخطاب ہوتے جو کہ آپ ﷺ کی فضیلت اور ختم نبوت کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے۔

(راقمہ نے سترہ احادیث بطور شہادت پیش کی ہیں جن میں سے ہم پانچ شامل کر رہے ہیں مضمون کو مختصر کرنے اور تسلسل قائم رکھنے کے لیے۔ فاروقی)

یہ احادیث مبارکہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے واضح دلائل ہیں کہ آپ ﷺ کو تخلیق آدم علیہ السلام پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کیلئے منتخب کرلیا اور آپ ﷺ سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی ہیں۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

دوسو سے زائد احادیث سے ختم نبوت کی دلیل ملتی ہے جن میں سے چند گزشتہ صفحات میں ضبط تحریر میں لائی گئی ہیں اور ان سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے اور آپ ﷺ ہی اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور جو شخص ان احادیث مبارکہ میں موجود معنی کو چھوڑ کر کتب لغت سے اپنی پسند کا معنی تلاش کرکے اپنی خواہشات کی تکمیل چاہتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہے اور اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

☆

[4] جامع ترمذی، ابواب مناقب، باب قولہ: لو کان نبی بعدی لکان عمر، رقم الحدیث: ۲۸۸۶

فصل دوم

قادیانیت کیا ہے؟

ختم نبوت کا عقیدہ ایک مومن کے ایمان کا بنیادی ستون ہے۔اس پر قرآن وحدیث سے نص قطعی ہے اگر کوئی شخص کلمہ پڑھنے کا دعویدار ہوتے ہوئے سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا منکر ہوجائے تو وہ نا صرف اسلام سے خارج ہوجائے گا بلکہ مرتد ٹھہرے گا اور مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہے۔

جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے وہ سب سے بڑا جھوٹا یعنی کذاب ہوتا ہے اور اس کا کفروارتداد سب سے سخت تر ہے اور اسلامی قوانین کے تحت قابل گردن زدنی ہے۔ایسا سب سے پہلا شخص سید عالم اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے آخری دنوں میں پیدا ہوا تھا۔اس کا نام مسیلمہ تھا اور سرکار دوعالم اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ''مسیلمہ کذاب'' کا لقب دیا تھا۔(یعنی کہ سب سے بڑا جھوٹا) اور اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔

خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر خلافت پر جلوہ افروز ہوتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اس سے جہاد کیا اور تہ تیغ کر کے جہنم واصل کیا۔سید المرسلین آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے تیس (۳۰) کذاب دجال دعوے داران نبوت کی خبر دی ہے جو قرب قیامت تک مختلف ادوار میں ظاہر ہوں گے اور ذلیل ورسوا ہوں گے۔

اس شجر خبیثہ کی ایک کڑی مرزا غلام احمد قادیانی،مشرقی پنجاب (ہندوستان) کے ایک شہر قادیان میں بقول خود ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔[1]

مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) نے مرزا قادیانی کو ''غلام قادیانی کذّاب'' کے نام سے موسوم کیا،کیونکہ آپ کی غیرت عشق نے یہ بات گوارانہ کی کہ اس کذّاب کے نام کے ساتھ سید عالم اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی کوئی نسبت برقرار رہے۔برصغیر پاک

[1] ثاقب رضا،قادری،ردقادیانیت اور سنی صحافت لاہور، ۲۰۱۴ء،ص:۲۶۔۲۹

وہند میں ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ کو متنازعہ بنانے اور اس کے مفہوم کو بگاڑنے کی ابتدائی کوشش انیسویں صدی عیسوی کے ربع اول میں یوں کی گئی کہ انگریزوں کے ایماء پر ''تقویۃ الایمان'' نامی ایک کتاب مفت تقسیم کی گئی جس میں یہ نظریہ پیش کیا گیا ''کہ اگر اللہ چاہے تو ایک آن میں کروڑوں محمد پیدا کرڈالے۔'' (نعوذ باللہ)۔

''تحذیر الناس'' میں لکھا گیا اگر حضور کے بعد نبی آ بھی جائے تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا'' ان تحاریر قبیحہ مرتدہ سے جھوٹی نبوت کا پلاٹ تیار کیا گیا یا کروایا گیا اور پھر مرزا نے خودساختہ نبوت کا ڈھونگ رچایا۔(فاروقی) اسی بات کا ذکر محققہ اگلی سطور میں کررہی ہیں۔

قادیانیت کی ابتداء

۱۲۹۰ھ میں خاتم النبیین کے بنیادی عقیدہ کو متزلزل کرنے کے لیے ایک کتاب بنام ''تحذیر الناس'' مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی (۱۸۳۳ء۔۱۸۸۰ء) شائع ہوئی۔جس میں آیات کریمہ:

وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

کی ایسی شرانگیز تشریح کی گئی جس سے نا صرف مسلمانانِ برصغیر بلکہ حرمین شریفین اور عالم اسلام میں تشویش واضطراب کی لہر دوڑ گئی۔دراصل یہی وہ متنازعہ فتنہ پرور کتاب ہے جس کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اس نے قادیانیت کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اس کتاب کی اشاعت کے ۲۹ سال بعد مسیلمہ ہند مرزا قادیانی نے انگریزوں کے ایماء پر ۱۹۰۰ یا ۱۹۰۱ء میں اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔

اس دور کے علماء ربانیین نے سنت صدیقی کے اتباع میں ''گربہ کشتن روز اول'' پر عمل کیا اور مرزا قادیانی ۱۸۶۸ء (انگریزوں کی ملازمت اختیار کرنے) سے ۱۹۰۲ء تک جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے دوران ہر مرحلہ میں تحریری وتقریری،مناظرہ اور مجادلہ کے ذریعہ اس کا بھرپور ردّ کیا۔اور مسلمانان ہند کے ایمان اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا۔اس عظیم قلمی جہاد میں حصہ لینے والوں کی ایک طویل فہرست ہے جو ہمارا موضوع نہیں لیکن چند اکابرین کے اسماء گرامی تبرکاً پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت علامہ مولانا مفتی غلام دستگیر قصوری (وفات ۱۸۹۷ء)

۲۔ مامور من الرسول سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۱۸۵۶ء۔۱۹۳۷ء)

۳۔ امام احمد رضا خان بریلوی (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء)

۴۔ علامہ حامد رضا خان قادری (۱۸۷۵ء۔۱۹۴۳ء)

۵۔ شیخ الاسلام علامہ انوار اللہ خان فاروقی حیدر آبادی (۱۸۴۸ء۔۱۹۱۷ء)

۶۔ مولانا فقیر محمد جہلمی مالک، سراج الاخبار جہلم (۱۸۴۴ء۔۱۹۱۶ء)

۷۔ مولانا عبد القادر بدایونی (۱۸۳۷ء۔۱۹۰۱ء)۔[1]

قادیانی مذہب کا اصل نام

اس مذہب کا بانی ''مرزا غلام احمد قادیانی'' ہے۔ اس لئے بانی کے چاروں نام کے حصوں کے ساتھ یہ مذہب موسوم ہے۔ بعض لوگ اس دھرم کو ''مرزائی'' کہتے ہیں۔ بعض ''غلامیہ'' کہتے ہیں۔ بعض ''احمدیہ جماعت'' بھی کہتے ہیں اور زیادہ لوگ اسے ''قادیانی'' کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے تلبیس کے طور پر اپنے ماننے والوں کا نام ''احمدیہ جماعت'' رکھا مگر انصاف یہ ہے کہ جس نسبت وطن کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ہمیشہ اپنے نام کا جزء لاینفک سمجھا اسی نام سے اس کا گروہ جانا پہچانا جائے اور گروہ کا نام ''قادیانی دھرم'' ہوا۔[2]

فتنۂ قادیانیت

غلامی ایک لعنت ہے جس میں انگریز کے ہندوستان آ کر بڑی عیاری و مکاری سے تسلط حاصل کر لینے کے بعد سے ہندوستان کے مسلمان گرفتار تھے۔ پھر ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک جس قسم کے خطرناک حالات سے مسلمانوں کو دو چار ہونا پڑا اور جس قسم کی ذلت آمیز زندگی مسلمانوں نے بسر کی اس کی کیا کیفیت تھی یہ اہل نظر پر کوئی مخفی نہیں۔

اس دوران جو سب سے بڑی مصیبت پیش آئی وہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اور اس کی بنیاد کو متزلزل کرنے کے لیے فرنگی سامراج نے کئی چالیں چلیں۔ اللہ تعالیٰ نے علماء و مشائخ ملت کے ذریعے اس دشمن کی ہر سازش کا پردہ چاک کیا۔

[1] ثاقب رضا قادری، ردقادیانیت اور سنی صحافت، لاہور ۲۰۱۴ء، ص: ۳۲

[2] عبدالواجد قادری، مفتی، قادیانی دھرم، القرآن ادارہ اسلامیات، یورپ، س۔ن، ص: ۲۷

ان فتنوں میں ایک بڑا فتنہ ''قادیانیت'' کے نام سے رونما ہوا۔ جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی (متوفی ۱۹۰۸ء) تھا جو ۱۸۳۹ء میں مشرق پنجاب کے ضلع گورداس پور، قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ شروع شروع میں اس نے ایک مناظر اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے شہرت حاصل کی اور تقابل ادیان کا خوب مطالعہ کیا۔

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ انگریز جب ہندوستان آیا تو اس نے اپنے اقتدار کے حصول اور اس کے طول کی غرض سے مختلف اوقات میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو خریدا غرض یہ کہ مسلمانوں کو ٹکڑوں، حصوں، جماعتوں میں تقسیم کرنا، ان کے عقائد برباد کرنا، ان کی طاقت ختم کرنا، انگریز کا اولین مقصد رہا۔ اس مقصد کے لیے جہاں اس نے دیگر افراد کو منتخب کیا، مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی معاہدہ کیا۔ چنانچہ محمد سلطان شاہ (پ ۱۹۶۵ء) لکھتے ہیں:

> ''۱۸۸۰ء سے قبل مرزا صاحب اور انگریزوں کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ اور ان سے حواری نبی کا دعویٰ کرانے کے معاملات طے ہو چکے تھے۔ مرزا قادیانی نے نبوت تک پہنچنے کے لئے جو سیڑھی استعمال کی ''مامور من اللہ'' ہونا اس کا پہلا زینہ تھا''۔

مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ ''میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں''۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس گروہ کو انگریز نے مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لیے اور اپنے مفادات حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا، یہ انگریز کی پیداوار ہے۔[3]

(مسودہ میں اس کے بعد کفریہ عبارات نقل کی گئی ہیں جن کو یہاں لانے کی چنداں حاجت نہیں ہے۔ آنے والی فصل میں فتنۂ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے مختصر حالات زندگی ہیں جو تقریباً ہر کتاب میں مل جاتے ہیں اس لیے شامل نہیں کیے۔ فاروقی)

☆

[3] محمد عطاء اللہ، مفتی، علامہ، قادیانیوں کا مسلمانوں سے کیا تعلق ہے، جمعیت اشاعت اہلسنت، پاکستان، ۲۰۰۷ء، ص: ۳۵۔۳۷

باب سوم

دفاع ختم نبوت میں بابو پیر بخش لاہوری کی خدمات

۲۰ ویں صدی کے آغاز میں امت مسلمہ کو بہت سارے چیلنجز کا سامنا تھا۔ ان میں سے سب سے بڑا چیلنج یہ تھا کہ ایک بندے (مرزا غلام احمد قادیانی) نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کیا۔ بہت سارے لوگوں نے اپنی اپنی توانائیاں اس میں صرف کیں کہ ہم ختم نبوت کے دفاع کے لیے کام کریں گے۔

اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے چُنا اور بہت عزت بخشی ان میں ایک نام بابو محمد پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جنہوں نے مرزا قادیانی کے ہر جھوٹے دعویٰ کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں دیا۔

فصل اول

اللہ تعالیٰ کے وجود سے ختم نبوت پر بابو پیر بخش لاہوری کا استدلال

مرزا قادیانی کا خدائی دعویٰ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی نے اللہ پاک کی شان میں جو بدزبانی، بدکلامی اور گستاخیاں کی ہیں اُن کی جھلک اور بابو صاحب کا استدلال اُنہی کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو

ترجمہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا، کہ میں وہی ہوں۔[1]

---

[1] غلام احمد، قادیانی، آئینہ کمالات اسلام، قادیان، ۱۸۹۳ء، ص: ۵۶۴

☆ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اُسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں نے دیکھا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا ''انا زینا السمآء الدنیا بمصابیح''، پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا:

☆ اردت ان استحلف فخلقت آدم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم[2]

مرزا قادیانی کو الہام ہوتا ہے خدا کی طرف سے کہ:

☆ انت منی وانا منک[3]

تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔

☆ انت من مائنا وھم من فشل[4]

ترجمہ: ''اے مرزا تو ہمارے نطفہ سے ہے اور دوسرے لوگ ڈرپوک مُردار مٹی سے ہیں۔''

''ہم دونوں (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی) کے روحانی قوئیں میں ایک خاص طور پر (خاصیت) رکھی گئی ہے۔ جس کے سلسلے ایک نیچے کو اور ایک اوپر کی طرف کو جاتے ہیں۔ اور ان دونوں محبتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نر و مادہ کا حکم رکھتی ہے اور

---

[2] مرزا غلام احمد، روحانی خزائن، ج: ۱۳، ص: ۱۰۵

[3] مرزا غلام احمد، حقیقۃ الوحی، ص: ۷۴

[4] مرزا غلام احمد، انجام آتھم، ص: ۵۵

محبت الٰہی کو چمکنے والی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔جس کا نام روح القدس ہے۔ اس کا نام پاک تثلیث ہے۔اس لیے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لیے بطور ''ابن اللہ'' کے ہے۔

مسیح اور اس عاجز (یعنی مرزا قادیانی) کا مقام ایسا ہے جس کو استعارہ کے طور پر ''ابنیت'' کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں''۔[1]

آنحضرت ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا اور حقیقت خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا

بابو پیر بخش لاہوری لکھتے ہیں کہ ناظرین غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی کا ایسا مضمون مختلف قسم کا بحیثیت مجدد و دعویٰ مجددین کے کس طرح بباعث قطعی خلاف شریعت ہونے کے قابل تسلیم ہوسکتا ہے؟

دوم ان لوگوں کے لیے حالت سُکر میں ایسے ایسے کلمات یا اشعار منہ سے نکالے ہیں جو کہ قابل اعتماد نہیں۔نہ لوگوں پر ان کا اثر پڑتا ہے۔نہ عوام کے واسطے سند ہے۔مگر امام وقت ہونے کا مدعی ایسا قول خلاف شرع نہیں کہہ سکتا۔

مگر علماء امت میں سے ایسے کلمات ہیں کہ ان کا مرزا قادیانی بحیثیت عالم و سالک ہونے کے جوابدہ ہوگا اور اس کی پیروی باعث کفر و شرک ہے۔

لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم[2]

اس کا عمل اس صحیح حدیث کے برخلاف ہے۔اور اس پر دعویٰ مجدد ہونے کا یعنی دین میں جو امور بدعی ملاوٹ پا گئے ہیں۔ان کے دور کرنے کے واسطے آپ تشریف لائے ہیں۔ مگر تعلیم یہ ہے کہ نصاریٰ نے تو اپنے پیغمبر کو خدا کا بیٹا کہا۔مجدد اس کا ظہور خدا کا ظہور بتاتا ہے۔یعنی اپنے پیغمبر کو خدا کہتا ہے اور کیوں نہ ہو خود بھی خالق ہے؟

---

[1] احتساب قادیانیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، ص: ۲۳-۲۴

[2] البخاری، محمد بن اسمٰعیل بن ابراهیم بن المغیرة، صحیح البخاری، مترجم: مولانا محمد داؤد، احسان ویلفیئر فاؤنڈیشن، اسلام آباد، کتاب الانبیاء، باب: واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اهلها، رقم الحدیث: ۳۴۴۵

مرزا قادیانی کا بیان:

''جب کوئی شخص بھی زمانہ اعتدال روحانی حاصل کر لیتا ہے اور خدا کی روح اس کے اندر آباد ہوتی ہے۔یعنی اپنے نفس سے قاضی ہو کر ''بقا باللہ'' کا درجہ حاصل کرتا ہے''۔[3]

بابو پیر بخش لاہوری کہتے ہیں کہ ناظرین! جب خدا تعالیٰ کی روح انسان میں آباد ہوتی ہے اور خدا ہی انسان میں رہ جاتا ہے۔اس صورت میں انسانی حوائج کھانا، پینا، سونا، جماع وغیرہ کون کرتا ہے؟[4]

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''پس روحانی ظہور پر انسان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ اس قدر صفائی حاصل کر لے کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھینچی جائے''۔

''دوسرے لفظوں میں جبرائیل کے نام سے موسوم کیا ہے جو بہ طبیعت حرکت اس وجود اعظم کے پیچ صحیح ایک عضو کی طرح بلا توقف حرکت میں آجاتا ہے یعنی جب خدا تعالیٰ محبت کرنے والے دل کی طرف محبت کے ساتھ رجوع کرتا ہے تو حسب قاعدہ مذکور بالا جس کا ابھی بیان ہو چکا ہے۔جبرائیل کو بھی جو سانس کی ہوا یا آنکھ کے نور کی طرح خدا تعالیٰ سے نسبت رکھتا ہے۔اس طرف ساتھ ہی حرکت پڑتی ہے یا یوں کہو کہ خدا کی جنبش کے ساتھ ہی وہ بھی بلا اختیار و بلا ارادہ اسی طور جنبش میں آتا ہے۔اصل کی جنبش سے سایہ کا ہلنا طبعی طور پر ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک عکسی تصویر جس کو روح القدس کے نام سے موسوم کرنا چاہیے صبح صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے''۔[5]

---

[3] مرزا غلام احمد، توضیح المرام، ص: ۵۰

[4] بابو پیر بخش لاہوری، احتساب قادیانیت، ص: ۲۳-۲۴

[5] مرزا قادیانی، حقیقت الوحی، ص: ۲۵

بابو پیر بخش لاہوری اس کے رَدّ میں لکھتے ہیں:

ناظرین! خدا تعالیٰ کی عکسی تصویر محب کے دل پر سوائے مرزا قادیانی کے ۱۳ سو برس تک کسی نے کبھی نہ کھینچی تھی۔ کاش مرزا قادیانی بجائے اپنی عکسی تصویر کے خدا تعالیٰ کی عکسی تصویر جوان کے دل پر کھینچی ہوئی تھی۔ عوام میں تقسیم فرماتے تاکہ لوگ خدا تعالیٰ کی زیارت کر لیتے۔ جو ابتدائے آفرینش سے کسی نے نہ کی تھی۔

سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کی ذات پاک بقول شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
و اَز ہر چہ گفتہ اند وشنید ایم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

ترجمہ: ''اے اللہ! تو خیال، قیاس، گمان اور وہم سے بالاتر ہے، جو کچھ لوگوں نے تیرے بارے میں کہا ہے اور ہم نے تیرے بارے میں سنا ہے اور جو ہم نے پڑھا ہے''۔ رجسٹر ختم ہو گئے اور لکھتے لکھتے ہماری عمر ختم ہو گئی۔ ہم ابھی تک تیری پہلی صفت لکھنے میں مصروف ہیں''۔

کی عکسی تصویر کھینچی جاتی ہے اور امام وقت اور مجددِ دِین کا مدعی ہو کر توحید ذات باری کی بنیاد جو کہ اصل اسلام ہے متزلزل کرے مریدوں کا ایمان تازہ کرتا ہے۔ یہ تعلیم نہ صرف مشرکانہ ہے بلکہ اس قدر پایہ عقل سے گری ہوئی ہے کہ موجودہ زمانہ کا کم عقل سے کم عقل آدمی بھی جانتا ہے کہ تصویر ناممکن ہے۔ یعنی جو کچھ خیال یا وہم میں آئے خدا تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے۔ تو بتاؤ تصویر کس وجود کی کھینچی جاسکتی ہے؟ جیسا کہ خدا تعالیٰ کی ذات تشبیہ سے پاک ہے تو پھر شبیہ ذات باری کا اعتقاد محال عقلی اور شرک وکفر ہوا یا اسلام۔۔۔؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام کو خدا کی سانس اور آنکھ کا نور بتانا مرزا قادیانی کا ہی کام ہے اور اس پر اعتقاد رکھنا اور ایمان لانا قادیانی جماعت کا ہی کام ہے۔ قرآن وحدیث واجماع امت

کا اعتقاد تو اس پر ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک مقرب ملائکہ میں سے ہیں جن کے ذریعہ سے انبیاء علیہم السلام پر وحی ہوتی تھی مگر مرزا قادیانی اس کے برعکس ہیں۔[1]

اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ وَلَدِی[2]

''اے مرزا) تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے''۔

خدا تعالیٰ کی ذات پاک کو باپ اور ناچیز انسان کو اس کا بیٹا سمجھنا کس قدر دلیری اور گمراہی ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ[3]

بابو پیر بخش لکھتے ہیں:

مرزا قادیانی خدا کو صاحبِ اولاد سمجھیں تو مسلمان اور اگر یہود ونصاریٰ یہ اعتقاد کریں تو کافر۔ اس عدالت کی کرسی پر صرف مرزا قادیانی ہی بیٹھ کر حکم فرما سکتے ہیں اور اگر جھوٹ اور سچ میں کوئی تمیز کرنے والا دنیا میں نہ رہے تو مرزا قادیانی کا فیصلہ حق بجانب ہو سکتا ہے۔ ورنہ باطل۔[4]

وحی، الہام وملائکہ کے بارے میں مرزا قادیانی کی تعلیم

''یعنی یہی نفوس نورانیہ (یعنی ارواح کو ایک) کامل بندوں پر بہ شکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔ یہ تقریر از قبیل خطابیات نہیں بلکہ یہ وہ صداقت ہے جو طالب حق اور

[1] عقیدہ ختم نبوت، ادارہ تحفظ عقائد الاسلامیہ، کراچی، ۲۰۱۱ء، ج: ۱۴، ص: ۲۳۔۲۵
[2] مرزا غلام احمد، حقیقت الوحی، ص: ۸۲
[3] الاخلاص ۱۱۲: ۱۔۴
[4] قادیانیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ص: ۲۶

حکمت کوضرور ماننی پڑے گی''۔[1]

بابوصاحب اس کے جواب میں کہتے ہیں:

ناظرین! ارواح کواکب کا بہ شکل انسان متشکل ہونا اور بشری صورت سے متمثل ہوکر دکھائی دینا محال عقلی ہے اور مرزا قادیانی محال عقلی کے قائل ہیں اس واسطے وہ رفع جسمانی حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کا نزول محالِ عقلی سمجھ کر نہیں مانتے۔ اور ان کے معجزات کو عمل تراب اور سحر سامری اور کل بازی یعنی شعبدہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر یہاں اپنے ہی برخلاف تحریر فرماتے ہیں کہ ارواح کواکب بہ شکل بشری متشکل ہوکر دکھائی دیتے ہیں۔ نہ صرف تحریر فرماتے ہیں بلکہ طالب حق کو ضرور ماننے کے واسطے تعلیم دیتے ہیں۔ مگر یہ نہیں فرمایا کہ وہ بشری وجود کس گودام میں سے لے کر آتے ہیں۔ ان بشری شکلوں اور وجودوں کا چولہ ارواح کواکب تک کس طرح پہنچے ہیں۔ جب مرزا قادیانی کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ زمین پر نہیں اترتے۔ آسمان سے ہی تاثیر ڈالتے ہیں اور یہاں اپنی ہی تحریر کے متعارض لکھتے ہیں۔ اب کونسا صحیح مانیں اور قانون قدرت کہاں گیا۔

مرزا قادیانی یہ بھی لکھتا ہے کہ:

''اس بات کے ماننے کے لیے بھی مجبور ہیں کہ روحانی کمالات اور دل ودماغ کی روشنی کا سلسلہ بھی جہاں تک ترقی کرتا ہے۔ بلاشبہ ان نفوس نورانیہ یعنی ارواح کواکب کا اس میں دخل ہے۔ اور اسی کی رُو سے شریعت عزہ نے استعارہ کے طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں میں ملائکہ کا واسطہ ہونا ایک ضروری امر ظاہر فرمایا ہے''۔[2]

''انسان کی بدکاری کی حالت میں اس کی طبیعت کے مناسب بدکاری کے الہامات ہوتے رہتے ہیں''۔

1 مرزا غلام احمد، توضیح المرام، ص ۴۰

2 مرزا غلام احمد، توضیح المرام، ص:۴۱

بابو پیر بخش فرماتے ہیں:

ناظرین! وساوس شیطانی جو بدکاری کی حالت میں بدکاری کے خیالات یا شہوت اور غضب کی تحریک سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا نام مرزا ''الہام'' رکھتے ہیں اور انہیں نفوس نورانیہ کے دخل کو ان بدکاری کے خیالات میں مانتے ہیں۔[3]

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''جبرائیلی نور کا ۴۶واں حصہ تمام جہان میں پھیلا ہوا ہے۔ جس سے تمام کفار و فجار پَرلے درجہ کا بدکار اور فاسقہ عورت یعنی کنجری چاہے یار کی بغل میں خواب دیکھے۔ کبھی سچا خواب دیکھ لیتی ہے اور تعجب ہے کہ کبھی بادہ بسر اور آشنا پر بھی کوئی خواب دیکھ لیتا ہے اور وہ خواب سچی نکلتی ہے۔ کیونکہ جبرائیلی نور آفتاب کی طرح جو اس کا ہیڈ کوارٹر ہے تمام معمورہ عالم پر حسب استعداد کے اثر ڈال رہا ہے۔ اور کوئی نفس بشر ایسا نہیں کہ بالکل تاریک ہو۔ مجذوب بھی جبرائیل کے نور کے نیچے جا پڑتے ہیں تو کچھ کچھ ان کی آنکھوں پر اس نور کی روشنی پڑتی ہے''۔[4]

لاہوری صاحب لوگوں کو متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اس تحریر سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور بدکار و کفار و فاجر و فاسق وغیرہ سب کے الہامات کا منبع جبرائیل ہیں یہ بالکل خلاف قرآن وحدیث ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام پر وحی بذریعہ جبرائیل علیہ السلام ہوتی ہے اور وہ خاصہ انبیاء علیہم السلام ہے۔

عوام پر نزول حضرت جبرائیل علیہ السلام ممتنع ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنا ہی زمین پر نہیں ہوتا مگر مرزا قادیانی نے اپنے الہامات کی خاطر یہ تمام متعارض اور مہمل باتیں تحریر کیں۔ مگر اُس نے تو خود تراشیدہ بیانات وقواعد ایجاد کردہ خود کی کوئی سند قرآن وحدیث واجتہاد ائمہ اربعہ واجماع امت وغیرہ سے نہیں دی اور لطف یہ ہے کہ مرزا

3 عقیدہ ختم النبوت، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی، ج:۱۴، ص:۳۸۔۳۹

4 مرزا غلام احمد، توضیح المرام، ص:۸۴

قادیانی کو خود یاد نہیں رہتا کہ میں پیچھے کیا لکھ آیا ہوں۔ایک جگہ فرماتے ہیں ’’کہ جبرائیلی نور آفتاب کی طرح تاثیر ڈالتا ہے‘‘ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

’’خدا اور رسول کے درمیان القاء کرنے والا ہے‘‘۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں:

’’ارواح کواکب اپنی جگہ سے نہیں ہلتے۔صرف تاثیر عالم پر ڈالتے ہیں‘‘۔

اس کے کان کو مغیبات کے سننے کی قوت دی جاتی ہے۔اکثر اوقات وہ فرشتوں کی آواز سنتا ہے۔اسی طرح اس کے رہنے کے مکانات میں بھی خداعزوجل ایک برکت رکھ دیتا ہے۔وہ مکان بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔خدا کے فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔[1]

بابو پیر بخش تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ناظرین! یہ فرشتے کون ہیں۔’’توضیح المرام‘‘ میں تو مرزا قادیانی ملائکہ کو ارواح کواکب فرما آئے ہیں جو کہ خلاف مذہب اسلام ہے۔ارواح کواکب کو ملائکہ تسلیم کرنا خلاف قرآن ہے۔[2] قرآن مجید میں صاف صاف بطور قصہ بیان ہے کہ خدا تعالیٰ نے ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا۔سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا جس سے صاف ظاہر ہے ملائکہ ایک الگ وجود ہیں پھر قرآن شریف میں ہے:

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ۔[3]

’’جس دن روح الامین اور فرشتے‘‘۔

اس آیت مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ روح اور فرشتے یعنی ملائکہ دو الگ الگ وجود ہیں۔

---

[1] مرزا غلام احمد، حقیقت الوحی، ص:۱۶

[2] احتساب قادیانیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان، ص:۷۔۳۔۳۸

[3] النباء۷۸:۳۸

مختلف وحی والہامات کی تعلیم

وحی اس کلام کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کی طرف نازل فرماتا ہے۔یعنی وحی کا تعلق نبوت سے ہے۔جبکہ الہام ایسی بات ہے جو دل میں اترتی ہے اور معصوم اور غیر معصوم شخص کے دل میں اتر سکتی ہے لیکن وحی نبوت سے مختص ہے اور الہام ولایت سے متعلق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نِبِيٍّ عَدُوّاً شَيَاطِيْنَ الإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوراً وَلَوْ شَاء رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ[4]

’’اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جنّ، جن میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کر سکتے سو ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ افترا پردازی کر رہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے‘‘۔

انبیاء کرام علیہم اسلام کے ساتھ جو خفیہ طریقے سے کلام کیا گیا اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْياً أَوْ مِن وَرَاء حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولاً فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ[5]

’’اور کسی آدمی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر الہام (کے ذریعے) سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو وہ اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے القاء کرے۔بے شک وہ عالی رتبہ اور حکمت والا ہے‘‘۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں لکھتا ہے:

---

[4] الانعام۶:۱۱۲

[5] شوریٰ۴۲:۵۱

’’قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا۔ میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں‘‘۔[1]

بابو صاحب اس پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ناظرین! قرآن مجید کا اُٹھ جانا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ

’’ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں‘‘۔

نص قرآنی کے برخلاف ہے آسمان سے لاتے ہوئے مرزا قادیانی کو کسی نے نہیں دیکھا بلکہ مرزا قادیانی نے خود دنیا میں آکر اپنے استاد سے پڑھا۔ البتہ تحریف معنوی قرآن کی مرزا قادیانی نے کی ہے۔ یعنی قرآن کے الفاظ کچھ ہیں اور آپ معنی اُلٹے کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد لکھتا ہے:

’’حق الیقین کے درجہ والوں کا خدا ان کو ایسی برکات دیتا ہے کہ ان کے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن بن جاتا ہے‘‘۔[2]

لاہوری صاحب مرزا قادیانی کی بات کو رَدّ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ناظرین! خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کے دشمنوں کا دشمن نہیں بنا اور نہ ان کو بہ حساب الہام مرزا قادیانی موت کی سزا دی۔ جیسا کہ عبداللہ آتھم عیسائی، محمدی بیگم منکوحہ آسمانی، والد محمدی بیگم، خاوند محمدی بیگم، مولوی محمد حسین بٹالوی (۱۸۴۰۔۱۹۵۱ء)، مولوی عبدالجبار صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری (۱۸۶۸۔۱۹۴۸ء)، پیر سید مہر علی شاہ صاحب (۱۸۵۹۔۱۹۳۷ء) وغیرہ آریہ و عیسائی کسی کا خدا تعالیٰ نے کچھ نہیں بگاڑا تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ یا تو وہ الہام خدا کی طرف سے نہ تھے۔ یا معاذ اللہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کر کے وفا نہ کی یا مرزا قادیانی خود اس مرتبہ حق الیقین کو پہنچے ہوئے نہ تھے۔[3]

---

[1] قادیانی، مرزا غلام احمد، ازالہ اوہام، ص:۷۲۱ تا ۷۲۵

[2] مرزا قادیانی، حقیقت الوحی، ص:۴۸۔۴۹

[3] احتساب قادیانیت، ص:۴۱۔۴۲

مرزا قادیانی کا قول ہے:

’’خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو ’’کشتی نوح‘‘ قرار دیا ہے۔ اور تمام انسانوں کے لیے مدار نجات ٹھہرایا‘‘۔[4]

جب نجات مرزا قادیانی کی وحی اور تعلیم اور بیعت پر ہے۔ تو مرزا قادیانی ناسخ دین محمدی ﷺ ہوئے۔ اب قرآنی وحی منسوخ ہے۔ اور نعوذ باللہ حضرت محمد ﷺ معزول ہیں۔ کیونکہ پیروی میں نجات نہیں ہے۔ افسوس ہے ایسے مسلمان پر۔[5]

مرزا قادیانی کہتا ہے:

’’جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر و نہی بیان کئے۔ اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگا۔ میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہیں بھی۔[6]

’’الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے‘‘۔[7]

بابو پیر بخش لکھتے ہیں کہ اس تحریر سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اپنے الہامات کو حجت شرعی یقین کرتے تھے۔ حالانکہ اس پر اجماع امت ہے۔ کہ الہام امتی کا موجب علم ظنی ہے اور شرعی حجت نہیں ہے۔ ارشاد الطالبین میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۳۰۔۱۸۱۰ء فرماتے ہیں:

’’الہام اولیاء موجب علم ظنی ہے۔ اور اگر دو ولیوں کا کسی ایک الہام میں اتفاق

---

[4] مرزا غلام احمد قادیانی، ’’اربعین‘‘، نمبر ۴، ضیاء الاسلام، ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء، ص:۱۶

[5] بابو پیر بخش لاہوری انجمن تائید اسلام، شمارہ نمبر ۱۹، جون ۱۹۲۵ء، ص:۳

[6] مرزا غلام احمد قادیانی، اربعین نمبر ۴، ص:۶

[7] مرزا غلام احمد قادیانی، ’’انجام آتھم‘‘، ضیاء الاسلام، س۔ن، ص:۶۲

کلی ہو جاوے تو اس کا درجہ ظن غالب کا ہو جاتا ہے۔لیکن اگر ولی کا کشف اور الہام کسی حدیث کے ''جو احاد'' میں سے ہو بلکہ قیاس جو شرائط قیاس کا جامع ہو مخالف ہوگا۔تب اس جگہ حدیث کو بلکہ قیاس کو ترجیح دینی چاہیے۔''

اس کے بعد قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ سلف وخلف میں صحیح ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ الہام پر عمل نہ کرتے۔جب تک اس کی تصدیق قرآن سے نہ کر لیتے۔ان کے مقابلے میں مرزا قادیانی قرآن شریف اور احادیث و اجماع امت چھوڑ کر اپنے الہام پر عمل کرتے ہیں اور نبی و رسول بنتے ہیں۔اور اپنے منکر کو جہنمی قرار دیتے ہیں۔

مرزا غلام قادیانی قسم کھاتے ہوئے کہتا ہے:

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جس طرح کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اور اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے''[1]

بابو لاہوری مرزا قادیانی کی بات پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ افسوس! مرزا قادیانی ایک طرف تو کہتے ہیں کہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔اور دوسری طرف اپنے پر نزول وحی قرآن شریف اور دوسری کتابوں جیسی پر ایمان لاتے ہیں۔ان کی کون سی بات درست ہے اور کونسی غلط ہے؟[2]

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم اسلام اور توحید پر قائم رکھے اور جھوٹے مدعیان کی پیروی سے بچائے۔آمین ثم آمین!۔

چونکہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کی امت ہیں اور ساتھ ہی یہ دعویٰ ہے کہ آخری کتاب اور آخری دین جو ذریعہ

[1] مرزا غلام احمد قادیانی، ''حقیقۃ الوحی''، دفتر بک ڈپو، ستمبر ۱۹۲۳ء، ص:۲۱۱

[2] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، شمارہ ۱۸، جون ۱۹۲۵ء، ص:۴

نجات ہے وہ یہی دین اسلام ہے۔تو ثابت ہوا کہ الہام و کشف، وحی کسی امتی کا شرعی حجت نہیں ہوسکتا۔اور مسلمان مامور نہیں ہے کہ وہ اس امتی کے الہام یا کشف کو مانیں اور اس کے منجانب اللہ ہونے کے معتقد ہو کر اس کی پیروی کریں۔جبکہ وہ قرآن مجید کے بھی برخلاف ہو پس حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کے بعد خدا کی طرف سے جدید وحی نہیں ہوگی۔

قرآن شریف ''الحمد'' سے ''والناس'' تک دیکھو یہ کہیں نہیں لکھا کہ اے محمد ﷺ ہم تیرے بعد بھی کوئی شخص امت محمدیہ میں سے پیدا کریں گے جس کو خدا کی طرف سے وحی ہوگی۔اگر کوئی آیت یا حدیث، فقہ کی کسی کتاب میں ہے تو بتاؤ۔البتہ قرآن میں یہ لکھا ہے کہ شیطان وحی کیا کرتا ہے گمراہ لوگوں پر تا کہ وہ مسلمانوں سے کج بحثی کر کے ان کو گمراہ کریں۔

☆

فصل دوم

مرزا غلام احمد کی نبوت کو باطل کرنے میں محمد ﷺ کی بشارت

آج کل قادیانی جماعت کی طرف سے زیادہ زور اکثر اس بات پر دیا جاتا ہے کہ حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کا نام چونکہ والدین نے محمد (ﷺ) رکھا تھا اس لیے ''سورہ صف'' میں جو بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ہے:

يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ [1]

اس بشارت کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے نہ کہ محمد ﷺ۔

''انوار خلافت'' میں مرزا غلام احمد کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:

''میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے متعلق ہے اور ''احمد'' آپ ہی ہیں مگر اس کے برخلاف کہا جاتا ہے کہ ''احمد'' نام رسول کریم کا ہے''۔

اگرچہ اس دعویٰ بے دلیل اور تاویلات باطلہ متعلقہ دعویٰ ہذا کا جواب لاہور کی مرزائی جماعت خود دے رہی ہے اور مرزا قادیانی کی نبوت مستقلہ سے انکار کر کے مجازی وغیر حقیقی نبوت مانتی ہے۔[2]

''روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ نہ اٹھیں کذّابوں دجّالوں میں سے قریب تیس شخصوں

[1] الصّف ۶۱:۶

[2] مرزا قادیانی کا دوسرے خلیفہ حکیم نورالدین کی وفات کے بعد مرزا کا قریبی ساتھی مولوی محمد علی لاہوری جب خلیفہ نہ بن سکا تو ناراض ہو کر لاہور چلا آیا اور اپنا الگ لاہوری گروپ بنا لیا اور پہلے عقائد سے ہٹ کر کہا کہ ہم مرزا کو نبی نہیں بلکہ مجدد، مسیح موعود مانتے ہیں فقط اور قادیانی گروپ کی مخالفت شروع کر دی۔ اس طرف اشارہ ہے جبکہ مسلمانوں کے نزدیک دونوں گروپ خارج از اسلام ہیں۔ فاروقی

کے ہر ایک اُن میں سے دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ رسول ہے اللہ تعالیٰ کا''۔[3]

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبی و رسول ہونے کا جو شخص دعویٰ کرے خواہ اس کا دعویٰ کیسے ہی ذو معنی اور مغالطہ والے الفاظ میں ہو وہ جھوٹا نبی ہے یعنی اس کا نام ''کاذب نبی'' ہے۔

بابو پیر بخش کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد چونکہ اسلامی سلطنت کے ماتحت نہ تھے اور نہ ان کو یہ حوصلہ ہوا کہ آپ روم، شام، ایران، افغانستان وغیرہ اسلامی سلطنتوں میں جا کر دعویٰ کرتے اور اپنی صداقت کا ثبوت دیتے۔ کیونکہ خود انہی کا ضمیر کہتا ہے کہ ''تو سچا نبی تو ہے نہیں''۔ اسلامی سلطنت میں دوسرے کذابوں کی طرح عدم ثبوت دعویٰ نبوت میں ضرور مارا جائے گا لہٰذا پنجاب سے کبھی باہر نہیں گئے۔ حالانکہ تبلیغ کے لیے ہجرت کرنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے مگر مرزا صاحب مارے ڈر کے حج تک نہ گئے۔ اس پر دعویٰ کہ میں متابعت تامہ سے فنافی الرسول ہو گیا ہوں۔ نبی و رسول کا رتبہ براہ راست حاصل کر لیا ہے۔ اور خبر اتنی نہیں کہ ایک عظیم القدر رُکن ہی اسلام کا جب ادا نہیں کیا تو پھر متابعت تامہ کس طرح ہوئی کہ منجملہ پانچ ارکان اسلام کے ایک رکن ہی ادا نہ ہو سکا۔ اس دعویٰ بلا دلیل کو کوئی مسلمان تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ لاہوری مرزائی، قادیانی مرزائی جماعت سے اعتقاد میں الگ ہے۔ ظلی، بروزی، استعاری، مجازی، اشتراکی، مختاری وغیر حقیقی وغیرہ وغیرہ سب کے معنی جھوٹے نبی کے ہیں۔

مثلاً ایک نے کہہ دیا کہ میں مرزا قادیانی کو کاذب نبی مانتا ہوں۔ دوسرے نے کہا میں مرزا قادیانی کو جھوٹا نبی جانتا ہوں۔ اور پانچویں نے کہا میں انہیں اصلی اور سچا نبی نہیں مانتا۔ تو اہل علم و عقل کے نزدیک سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ مرزا قادیانی سچے نبی ہرگز نہ تھے۔ اب ظاہر ہے کہ حسن وجود میں سچ کی نفی ہو تو پھر جھوٹ کا اثبات ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ پس جب نبی ہے اور حقیقی نبی نہیں تسلیم ہوا تو ضرور جھوٹا نبی ہے۔ اور یہی معنی امتی نبی

[3] ترمذی، ابوعیسیٰ بن عیسیٰ، کتاب: الفتن، باب: خروج کذابین کے بیان میں، ج:۱

اور کاذب نبی کا ہے۔[1]

جدید فتنہ اور جدید نبی

بابو پیر بخش لاہوری لکھتے ہیں:

مرزائی صاحبان مرزا قادیانی کے نبی و رسول ہونے کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک فتنہ کے فرد کے واسطے جدید نبی کا ہونا لازمی امر ہے۔ اور چونکہ عیسائیوں کا فتنہ عظیم تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی نبی و رسول ہو کر آئے۔ اگر یہ دلیل مرزا قادیانی کی نبوت کے واسطے درست ہے۔ تو اب جو جدید فتنہ ارتداد اٹھا ہے۔ اب فساد برپا ہوا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا فتنہ عظیم ظہور پذیر نہ ہوا تھا۔ جنگ عظیم یورپ کا عالمگیر عذاب نازل ہوا۔ تو اب اس فتنہ کے واسطے کونسا نبی اور رسول آیا ہے۔ اور یہ عذاب کسی نبی اور رسول کے واسطے آئے ہیں۔ قادیانی جماعت سے سوال ہے کہ جب سلسلہ انبیاء و رسل جاری ہے تو مرزا قادیانی کے بعد جو مدعیان نبوت و رسالت ہیں۔ مرزا قادیانی کی نسبت حالات زمانہ ان کے حق میں بڑھ کر شہادت دیتے ہیں۔ تو پھر قادیانی جماعت میاں عبداللطیف گناچوری و نبی بخش معراج کے والوں کو کیوں سچا نبی نہیں مانتی؟ افسوس یہ سوال کئی دفعہ کیا ہے۔ مگر قادیانی جماعت جواب دینے سے عاجز ہے۔[2]

''نزول مسیح'' کے حاشیہ میں صاف لکھ دیا ہے:

''مستعار طور پر مجھ کو نبی و رسول کہا گیا ہے۔[3]

جس کے معنی ہیں کہ حقیقی نہیں تو غیر حقیقی نبی مجھے ضرور کہا گیا ہے۔ مگر اس کا کیا ثبوت ہے کہ واقعی خدا نے کہا ہے یا کسی اور نے دھوکہ سے وسوسہ میں ڈالا ہے تا کہ امت محمدی میں فساد برپا ہو۔

---

[1] عقیدہ ختم نبوت، تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی، ج: ۴، ص: ۱۲۹۔۱۳۱

[2] پیر بخش، سیکرٹری انجمن، انجمن تائید الاسلام، لاہور، اپریل ۱۹۲۳ء، ص: ۱۳

[3] مرزا غلام احمد قادیانی، ''نزول المسیح'' از قادیان دار الامان گورداسپور پنجاب، ۱۹۰۹ء، ص: ۵

جس آیت میں آنے والے رسول (احمد) کی بشارت ہے وہ یہ ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِيْ إِسْرَائِيلَ إِنِّيْ رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِيْ مِن بَعْدِيْ اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ[4]

''جب مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں یہ کتاب تورات جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک اور پیغمبر کی تم کو خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام ''احمد'' ہوگا۔ پھر جب وہ ''احمد'' آیا بنی اسرائیل کے پاس کھلے معجزے لے کر تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے''۔

قرآن شریف کے الفاظ و معانی اور ترکیب نحوی تو صاف بتا رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو فرمایا تھا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام ''احمد'' ہے، یہ پیشینگوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پوری ہوگئی۔ آج تک تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ احمد و فارقلیط جو آنے والا تھا وہ رسول عربی تشریف لا چکے ہیں اور آپ کی نبوت و رسالت کا سکّہ چاردانگ عالم میں بیٹھ گیا۔

خدا تعالیٰ اسی ''سورۃ صف'' میں آگے فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ[5]

''وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے اور تمام مذاہب پر غالب کر دے اگر چہ مشرکین ناخوش ہوں''۔

بابو پیر بخش اپنے رسالہ ''انجمن تائید الاسلام'' میں لکھتے ہیں:

---

[4] الصّف ۶۱:۶

[5] الصّف ۶۱:۹

یہ قاعدہ منطقیہ ہے کہ دعویٰ بلا دلیل باطل ہے۔ جب کسی مرزائی سے مرزا قادیانی کی نبوت کاذبہ کے دعوے کی دلیل قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے مانگی جاتی ہے تو مرزائی صاحبان من گھڑت ڈھکوسلے لگاتے ہیں اور تفسیر بالرائے کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں اور بے محل آیات و احادیث کو پیش کرتے ہیں حالانکہ ان کو کئی دفعہ جواب دیئے گئے ہیں مگر پھر بھی بار بار وہی غلط بیانی اور دھوکا دہی سے کام لے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[1]

مرزائی صاحبان سوال کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے؟

اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

بے شک حضرت محمد ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت بند ہے۔

دلائل

اول:

آسمانی کتابوں سے ثابت ہے کہ سلسلہ وحی و نبوت و رسالت بعد حضرت خاتم النبیین ﷺ مسدود ہے۔ انجیل برناباس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ بعد محمد رسول ﷺ کے بھی رسول آتے رہیں گے تو آپ نے جواب دیا نہیں۔ وہ اصل عبارت یہ ہے:

''جو چیز مجھ کو تسلی دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اس رسول (یعنی محمد ﷺ) کے دین کی کوئی حد نہیں اس لئے کہ اللہ اس کو درست اور محفوظ رکھے گا۔ کاہن نے جواب میں کہا کہ کیا رسول اللہ کے آنے کے بعد اور رسول بھی آئیں گے۔ رسول یسوع نے جواب دیا۔ اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں

[1] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، نومبر ۱۹۲۶ء، شمارہ نمبر ۱۱، ص: ۱

آئیں گے۔ مگر جھوٹے نبیوں کی ایک بڑی بھاری تعداد آئے گی''۔[2]

اس انجیل کے مطابق قرآن شریف نے شروع میں ہی فرما دیا اور بلند آواز سے اعلان کر دیا کہ اے محمد ﷺ اب تیرے بعد نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی جدید ہدایت نامہ یہی کتاب قیامت تک ذریعہ نجات ہوگی اور اسی وجہ سے محمد ﷺ کے پیرو نجات پائیں گے۔ وہ آیت شروع قرآن میں ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ [3]

سب مسلمان اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے آنے والے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی تھے اور ان سب انبیاء کا آپ ﷺ سے پہلے ہونا آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے اس آیت مبارکہ میں لفظ ''مِنْ قَبْلِكَ'' استعمال کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں جہاں بھی رسولوں اور انبیاء کرام کا ذکر آیا وہاں ''مِنْ قَبْلِكَ'' ہی آیا ہے کہیں بھی ''مِنْ بَعْدِكَ'' کے الفاظ نہیں آئے ہیں اگر آپ کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں کر دیا جاتا۔ جیسا کہ پہلی آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کی بشارت دے دی گئی تھی۔[4]

ایمان والوں کو حکم دیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ [5]

''اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر (اپنے قول و عمل دونوں سے) اس کے

[2] انجیل برنباس ۹۷:۶-۹

[3] البقرہ ۲:۴

[4] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، نومبر ۶

[5] النساء ۴:۱۳۶

رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے برگزیدہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل کی''۔

اس آیت مبارکہ میں کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا جائے دل اور زبان اور عمل کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی اس پر بھی ایمان لایا جائے کیونکہ تمام کی تمام سابقہ آسمانی کتابیں اپنی صداقت وحقانیت کی تصدیق کے لیے قرآن مجید کی محتاج ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی یہ آسمانی کتاب اللہ کی آخری کتاب اور گزشتہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔

كَذَٰلِكَ يُوحِىٓ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [1]

''اللہ تعالیٰ جو زبردست اور حکمت والا ہے اسی طرح تیری طرف اور تجھ سے اگلوں کی طرف وحی بھیجتا رہا''۔

لاہوری صاحب کہتے ہیں:

طریق انصاف ودیانت وامانت یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے مرید کوئی ایک آیت پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تیرے بعد نبی بھیجتے رہیں گے۔ اور وحی رسالت تیرے بعد جاری رکھیں گے۔ مگر سب مرزائیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور کوئی آیت ایسی نہ دکھا سکے۔ اور کیونکر دکھاتے جبکہ قرآن میں ہے ہی نہیں۔ ہاں کج بحثی کے طور پر بغیر کسی نص قرآنی وحدیثی کے بحث کرتے ہیں اور ہر جگہ مغلوب ہوتے ہیں۔ بابو پیر بخش ان کی کج بحثی کے جوابات کو اپنے رسائل میں نمبروار درج کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ اپنے رسائل میں مرزائیوں کے جواب کو ''قولہ'' اور اپنے جواب کو ''اقول'' سے بیان کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

قولہ الجواب اول:

خاتم بفتح ''تا'' کے معنی ختم کرنیوالا کرنا عربی زبان سے سخت جہالت کا ثبوت ہے۔

---

[1] الشوریٰ ۴۲:۳

اقول:

آپ کے اس گستاخانہ جواب سے ثابت ہوا کہ آپ کے پیرومرشد مرزا قادیانی سخت جاہل تھے اور اسی جہالت کا نتیجہ ہے کہ آپ خود مرزا قادیانی کی کتابوں سے ناواقف اور محض جاہل ہیں یا جان بوجھ کر دھوکا دیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ [2]

''(لوگو!) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے (بالغ) مردوں میں کسی کے باپ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں''۔

اس آیت مبارکہ میں عقیدہ ختم نبوت کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جب اس آیت میں کہا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بالغ مرد کے باپ نہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

بابو پیر بخش تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مرزائی صاحبان آپ سوچو کہ آپ کی جہالت نے آپ کو کہاں تک پہنچایا کہ تمہارا مرشد بھی تمہاری یاوہ گوئی اور دشنام دہی سے محفوظ نہ رہا۔ اور اگر شرم وحیا ہے تو آئندہ سوچ کر لکھا کرو۔ اپنے مرشد کی ہتک کسی مذہب میں جائز نہیں۔

دوم:

حمامۃ البشریٰ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

قال عزوجل ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين [3]

---

[2] الاحزاب ۳۳:۴۰

[3] مرزا غلام احمد قادیانی، ''حمامۃ البشریٰ''، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، س۔ن، ص:۸۱

’’مرزا صاحب: ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی مرد کا باپ نہیں بنایا۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

کیا تُو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے۔ اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ ’’لانبی بعدی‘‘ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بابو لاہوری کہتے ہیں کیوں مرزا قادیانی کے ہوش وحواس قائم نہیں۔ آپ کے مرشد آپ اپنے ہی قول سے سخت جاہل ثابت ہوئے ہیں یا کوئی کسر باقی ہے؟ آسمانی کتاب انجیل اور قرآن شریف اور احادیث نبوی میں تو یہود یا نہ تحریف سے نبیوں کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے جاری سمجھتے ہیں اب مرزا قادیانی کے کلام کو بھی جھوٹ لوگے۔[۱]

قولہ: الجواب الثانی

مرزائی کہتے ہیں کہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجد وافیہ اختلافاً کثیراً۔ کہ اگر قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو اس میں اختلاف ہوتا۔ پس قرآن شریف میں اختلاف نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ قرآن شریف میں متعدد بار فرما چکا ہے کہ انبیاء آتے رہیں گے۔ چنانچہ ہم اس وقت مشت نمونہ از ضرورت صرف تین آیات پیش کرتے ہیں۔

(۱) یٰبَنِیۡٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ

(۲) اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ

(۳) یاایھا الناس کلوا من الطیبات

اقول:

قرآن مجید کی ان آیات سے سلسلہ نبوت جاری سمجھنا بالکل غلط ہے۔ اول تو مرزا قادیانی کا جو دعویٰ ہے کہ میں قرآن دانی میں سب سے افضل ہوں، غلط ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ سلسلہ نبوت ورسالت ختم شدہ جانتے ہیں۔ دوم مسیح موعود کا دعویٰ بھی انکا غلط ہوا۔ کیونکہ جو شخص

---

[۱] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، شمارہ:۱۱، نومبر ۱۹۲۶ء، ص: ۴۔۵

اپنے مریدوں جیسا بھی قرآن فہم نہیں وہ امام زمان اور مسیح موعود کس طرح ہوسکتا ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اس واسطے اگر ہزار نہیں لاکھ نہیں کروڑوں جاہل اکٹھے ہوکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف تفسیر اپنے من گھڑت ڈھکوسلوں سے کریں تو بھی مسلمان اسے تسلیم نہیں کر سکتے۔ مرزا قادیانی کے مرید مرزا کو نبی بنانے کے لیے تدافع کرتے ہیں اور نصوص قطعیہ شرعیہ کا تدافع کرتے ہیں جو حرام ہے۔ قرآن شریف میں کوئی آیت نہیں جس میں لکھا ہو کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تیرے بعد وحی اور نبی بھیجتے رہیں گے۔ یا نبوت ورسالت کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے جاری ہے اور جاری رہے گا۔

پس قرآن میں تعارض ممکن نہیں۔ پہلی آیت:

یَا بَنِیۡ آدَمَ إِمَّا یَأۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنکُمۡ یَقُصُّونَ عَلَیۡکُمۡ آیَاتِیۡ فَمَنِ
اتَّقَی وَأَصۡلَحَ فَلاَ خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلاَ هُمۡ یَحۡزَنُونَ [۲]

یعنی اے بنی آدم (انسانوں) تم میں ضرور رسول آئیں گے۔ اس آیت میں صاف طور پر خدا تعالیٰ تاکیدی الفاظ میں فرماتا ہے۔ إِمَّا یَأۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنکُمۡ کہ البتہ ضرور رسول آئیں گے۔

الجواب:

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے چونکہ بنی آدم کو خطاب کیا ہے کہ اے آدم کی اولاد اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا امت محمد یہ کو خطاب خاص طور پر نہیں فرمایا تو یہ آیت بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمیشہ رسولوں کے آنے کے واسطے نص نہیں ہے۔ دوم یہ آیت حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ کے متعلق ہے اور خدا تعالیٰ نے بطور حکایت بیان کی ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرہ میں فرمایا:

فَتَلَقَّی آدَمُ مِن رَّبِّهِ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ۔
قُلۡنَا اهۡبِطُواۡ مِنۡهَا جَمِیۡعاً فَإِمَّا یَأۡتِیَنَّکُم مِّنِّیۡ هُدًی فَمَن تَبِعَ هُدَایَ

---

[۲] الاعراف ۷:۳۵

فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ ۔ وَالَّذِينَ كَفَرواْ وَكَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا
أُولَـئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ [1]

''(حضرت) آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے کہا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابع داری کرنے والوں پر کوئی خوف و غم نہیں۔ اور جو انکار کر کے ہماری آیتوں کو جھٹلائیں، وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے''۔

چنانچہ تاریخ عالم ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے سلسلہ رُسُل جاری ہوا اور حضرت خاتم النبیین پر ختم ہوا۔ اگر کوئی کم بخت خاتم النبیین کے ہوتے ہوئے سلسلہ انبیاء و رسل جاری کہے تو وہ قرآن میں تعارض پیدا کرنے کا مجرم ہوگا۔ کیونکہ قرآن میں تعارض ممکن نہیں اسلئے کہ جس کلام میں تعارض ہو وہ خدا کا کلام نہیں ہوسکتا۔

پھر قرآن شریف میں حضرت آدم علیہ السلام کے قصے کی تیسری آیت ذکر فرمائی:

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعاً بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي
هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى [2]

''فرمایا تم دونوں یہاں سے اتر جاؤ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے پاس جب کبھی میری طرف سے ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بہکے گا نہ تکلیف میں پڑے گا''۔

اب روزِ روشن کی طرح ثابت ہے کہ یہ خطاب ابتدائے آفرینش میں تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے اسی کے مطابق سلسلہ رسالت و نبوت آدم سے جاری کیا۔ اور حضرت خاتم النبیین ﷺ پر ختم فرمایا۔

[1] البقرہ ۲: ۳۷۔۳۹
[2] طٰہٰ ۲۰: ۱۲۳

اس آیت میں ''اما یاتینکم'' کے معنی جو اہل زبان صحابہ کرام اور رسول اللہ ﷺ نے کئے اور رسول اللہ ﷺ نے خاتم النبیین کے معنی ''لا نبی بعدی'' پر خود عمل فرما کر پہلے امتی مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب و اسود عنسی کو کافر قرار دے کر ان پر فتویٰ کفر صادر فرما کر ان کے ساتھ جہاد کا حکم دیا۔ خلفائے اسلام نے بھی مدعیان نبوت بعد حضرت خاتم النبیین کو قتل کر دیا۔ کیا ۱۳ سو برس میں کسی مسلمان کو یہ آیت ''اما یاتینکم'' یاد نہ آئی جو اَب قادیانی علماء کو نظر آئی۔ جنھوں نے قرآن کی شانِ فصاحت و بلاغت کو بھی نعوذ باللہ خاک میں ملا دیا۔ کیا مخالفین اسلام اعتراض نہیں کریں گے کہ ایسا کلام جس میں تعارض اور جس کے معنی محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اور تمام سلف صالحین ۱۳ سو برس تک نہ سمجھے اور تمام امتی نبیوں کو قتل کراتے رہے ایسا کلام کیسے فصیح و بلیغ ہوسکتا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود اور ان کے مرید خود بھی کہتے ہیں اور اصول مقرر کیا ہے کہ قرآن کی تفسیر وہی صحیح ہوسکتی ہے جو قرآن کی دوسری آیت کے مطابق ہو۔ چونکہ مرزائیوں کی تفسیر قرآن کی دوسری آیت کے مخالف ہے اس لئے مردود ہے اور قابل قبولیت نہیں۔ [3]

قولہ: يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا [4]

''یعنی اے رسولو پاک کھانے کھاؤ اور نیک اعمال کرو''

یہ جملہ ندائیہ ہے جو حال اور استقبال پر دال ہے اور ''رسل'' جمع ہے جو ایک سے زیادہ کے لیے بولا جاتا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور بھی رسول موجود تھے یا بعد میں آنے والے تھے۔ پہلی صورت تو صحیح نہیں پس دوسری صورت ہی صحیح ہے کہ رسول اللہ کے بعد بھی رسول آتے رہیں گے۔

الجواب:

سخت حیرت ہے من گھڑت ڈھکوسلے لگاتے ہیں۔ حالانکہ اوپر کی آیات میں جو ملی ہوئی

[3] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، شمارہ: ۱۱، نومبر ۱۹۲۶ء، ص ۵۔۹
[4] المومنون، ۳۲: ۱۵

ہیں، ان رسولوں کے نام قرآن شریف میں درج ہیں یعنی حضرت موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام کو بصیغہ جمع مخاطب فرمایا جس سے مطلب خداوندی یہ ہے کہ ہم تمام رسولوں کو یہی حکم کرتے آئے ہیں کہ عمل نیک کرو اور ستھری چیزیں کھاؤ۔ افسوس قرآن میں تحریف کر کے اپنی طرف سے اتنی عبارت بڑھا دی کہ وہ ''رسل'' ہیں کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی قرآن کے ماتحت آنے والے ہیں حالانکہ مخاطب رسولوں کے گزشتہ رسولوں میں سے ہیں جن کے نام مذکور ہو چکے ہیں۔ موسیٰ وہارون اور عیسیٰ علیہم السلام ان ناموں کے ہوتے ہوئے یہ مغالطہ دینا کہ یہ ''رسل'' وہ ہیں جو رسول اللہ کے بعد قرآن کے ماتحت آنے والے ہیں۔ یہ یہود یانہ تحریف ہے مسلمان کی شان سے بعید ہے کیونکہ ایک طرف خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا اور دوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آنے والے رسولوں کو مخاطب کرنا یہ اختلاف کثیر کوئی مخبوط الحواس ہی کر سکتا ہے۔ جس کے دل میں نور ایمان نہیں۔

قرآن شریف میں خدا خود فرماتا ہے کہ جس کلام میں اختلاف ہو وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اور خود قرآن میں اختلاف کرے۔ ''امتکم'' کا خطاب جو ''الرسل'' کے طرف راجع ہے۔ اس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رسول آنے والے ہیں کہنا بنائے فاسد علی الفاسد ہے۔ جب رسول اللہ کے بعد کوئی رسول آنا ہی نہیں۔ تو ان کی طرف خطاب کیسے ہو سکتا ہے۔ بیشک مضارع کا صیغہ حال اور استقبال کے واسطے آتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے آگے گذشتہ زمانہ اور حال اور استقبال یکساں حاضر ہے۔ اور اس کا علم محیط کل ہے۔ اس واسطے گزرے ہوئے اور آنے والے رسول سب اس کے آگے حاضر ہی ہیں اس واسطے صیغہ مضارع کا جو حال و استقبال کے معنوں میں آتا ہے استعمال فرمایا۔

جملہ ندائیہ کے واسطے منادیٰ کا ہونا ضرور ہے تو یہ ''رُسُلُ'' وہی ہیں جن کا ظہور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے اور آدم علیہ السلام کے بعد ہو چکا ہے۔ یہ اصول مسلمہ فریقین ہے کہ قرآن کے معنی اور تفسیر کرنے میں حدیثوں کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن شریف حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھے دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ پس قرآن کی آیت خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریح و تفسیر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمادی وہ ہی درست ہوگی۔ اگر ہزار جاہل بلکہ لاکھوں کروڑوں کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف معنی و تفسیر کریں وہ ہرگز قابل تسلیم نہ ہوں گے۔ خاتم النبیین کے معنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' فرمادیے تو پھر کسی جاہل کے معنی کوئی مسلمان تسلیم نہیں کر سکتا اور نہ دائرہ اسلام سے خارج ہو سکتا ہے۔[1]

اب وہ حدیثیں ذیل میں درج کرتے ہیں جن میں مسلمان خود فیصلہ کر سکیں کہ آج ۱۳ سو برس کے بعد خاتم النبیین کے معنی جو قادیانی علماء کر کے قرآن کی مخالفت کرتے ہیں بالکل مغالطہ دیتے ہیں۔

حدیث اول:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ[2]

''حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

اس حدیث مبارکہ کو جسٹس پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ضیاء القرآن'' میں ختم نبوت کی دلیل کے طور پر نقل کیا ہے۔ یہ حدیث ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔[3]

اور اس سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو ''تفہیم القرآن''[4] میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ آپ نے سادہ لفظوں میں اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کے دعوے دار

---

[1] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، شمارہ: ۱۱، نومبر ۱۹۲۶ء، ص ۱۰۔۱۱

[2] ابو داؤد، امام، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابو داؤد، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن والالکما، بیروت: مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ، رقم الحدیث: ۴۲۵۲

[3] الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلشرز، لاہور ۱۳۹۸ھ، ج: ۴، ص: ۷۲

[4] مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، اردو ڈائجسٹ پرنٹرز، لاہور، ۱۳۹۲ھ، ج: ۴، ص: ۱۴۳

بہت ہوں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔

حدیث دوم:

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ قَاَل کَانَتْ بَنُو اِسْرَائِیْلَ تَسُوسُھُمُ الاَنْبِیَاءَ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَهٗ نَبِیٌّ وَاَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلِیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ الحدیث [1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوجاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہوجاتا، اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا میرے بعد کثیر خلفاء ہوں گے''۔

اس حدیث مبارکہ کو صحیح بخاری کے علاوہ صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد میں بھی مختلف روایات کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔ اس حدیث کو دلائل ختم نبوت کے طور پر ''تبیان القرآن'' میں۔[2] اور اس کے علاوہ ''تفہیم القرآن'' میں بھی نقل کیا گیا ہے۔[3] کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں تو اس حدیث میں مکمل طور پر واضح کر دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت کی تعلیم وہدایت کا انتظام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کے ذریعے ہوگا۔ یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر واضح دلیل ہے۔

مفتی محمد شفیع (۱۸۹۷ـ۱۹۷۶ء) لکھتے ہیں کہ:

''اس حدیث میں صاف اور واضح الفاظ میں بتلا دیا کہ نبوت کی کوئی قسم آپ کے بعد باقی نہیں اور ہدایت خلق کا کام جو پچھلی امتوں میں بنی اسرائیل کے

---

[1] بخاری، ابوعبداللہ بن اسماعیل، صحیح بخاری، الصحیح، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، بیروت: مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ، رقم الحدیث: ۳۲۵۵

[2] سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، رومی پبلی کیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۷ء، ج:۹، ص: ۴۶۳

[3] مودودی، تفہیم القرآن، ج:۴، ص: ۱۴۰

انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا تھا وہ اس امت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء سے لیا جائے گا''۔[4]

حدیث سوم:

اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ اِلٰی تَبُوْکَ وَاسْتُخْلِفَ عَلِیًّا فَقَالَ اَتُخَلِّفُنِیْ فِی الصِّبْیَانِ وَالنِّسَاءِ (امجد علوی) قَالَ اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اَلَا اَنَّهٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ [5]

''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبوک کے لئے روانہ ہوئے تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے درمیان چھوڑے جارہے ہیں؟ فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی تعلق ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا لیکن جان لو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''

اس حدیث سے اظہر من الشمس ہے کہ کوئی شخص کیسا ہی فنا فی الرسول ہونے کا مدعی ہو ہرگز سچا نبی نہیں ہوسکتا۔

کوئی بھی کامل ایمان والا یہ دعویٰ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا جیسا کہ مرزا قادیانی نے کیا۔ مرزا قادیانی جوڑر کے مارے باوجود استطاعت کے حج کا فرض بھی ادا نہ کرسکے اور نہ ہی جہاد نفسی کیا اور نہ ہی ہجرت کی کیونکر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کامل ہوسکتے ہیں؟ مرزا قادیانی نے خود ہی متابعت تامہ کی شرط لگائی ہے تو اپنی شرط سے سچے نہیں۔ کیونکہ ان کی متابعت ناقص ہے۔ جب کامل متابعت والا نبی نہ ہوا تو ناقص متابعت والا کیونکر نبی ہوسکتا ہے۔[6]

---

[4] محمد شفیع، مولانا، مفتی، معارف القرآن، جاوید پریس، کراچی، ۱۹۶۹ء، ج:۷، ص:۱۶۶ـ۱۶۷

[5] الصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: غذوہ تبوک، حدیث: ۴۴۱۶

[6] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائیدالاسلام، نومبر ۱۹۲۶ء، شمارہ:۱۱، ص:۱۲

حدیث چہارم:

اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ سِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمِ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا اَوطُهُوْرًا وَ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ [1]

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی (i) مجھے جامع ومختصر کہنے کی صلاحیت دی گئی۔ (ii) مجھے رعب کے ذریعے نصرت بخشی گئی۔ (iii) میرے لیے اموال غنیمت حلال کیے گئے۔ (iv) میرے لیے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا۔ اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی۔ (v) مجھے تمام دنیا کے لیے رسول بنایا گیا (vi) میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

اس حدیث میں رسول ﷺ نے تمام قادیانی اعتراضوں کا جواب دے دیا ہے جو کہتے ہیں کہ مسیح افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمادیا کہ مجھ کو تمام نبیوں پر فضیلت دی گئی یعنی نبوت ورسالت مجھ پر ختم کی گئی اور یہ فضیلت ہے مگر قادیانی کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور نبوت جاری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ اور تکذیب یہی قادیانی اسلام ہے۔

حدیث پنجم:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَاِنِّىْ اٰخِرُ الْاَ نْبِيَاءِ وَاَنَّ مَسْجِدِىْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدُ [2]

''میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے''۔

آپ ﷺ کی مسجد سے مراد ہے کہ آپ ﷺ رسالت ونبوت کی آخری کڑی ہیں۔

[1] قشیری، امام ابوالحسن مسلم بن حجاج، صحیح المسلم، مکہ مکرمہ، مکتبہ نزار مصطفی الباز، ۱۴۱۷ھ

[2] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوۃ بمسجدی، مکتبہ المدرسہ، رقم الحدیث: ۳۳۷۶

منکرین ختم نبوت اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح آپ ﷺ نے مسجد کو آخر المساجد فرمایا حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے اس دنیا میں اس طرح آپ ﷺ کا فرمانا کہ میں آخر انبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نبی آتے رہیں گے البتہ آپ ﷺ فضیلت کے اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ لیکن درحقیقت اس طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسول کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔

ان حدیثوں کے جو جوابات مرزائی لوگ دیا کرتے ہیں وہ بھی سن لو۔ اور ان کے جواب الجواب بھی پڑھ لو تا کہ حق اور باطل میں تمیز ہو۔

قولہ: الحدیث الاول

آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد اب بالکل کوئی نبی نہ آئے گا کیونکہ دوسری طرف آپ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کی پیشگوئی فرما چکے ہیں۔

جواب الجواب:

لاہوری صاحب کہتے ہیں کہ یہ جواب بالکل غلط ہے۔ میں خود کچھ نہیں کہتا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جواب ہی نقل کرتا ہوں۔

''ختم کردی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وجود گرامی پر نبوت تو کسی قسم کی نبوت آپ ﷺ کے بعد نہیں ہوگی۔ چونکہ ''لایکون'' میں لا نفی جنس کا حرف ہے اس لئے کسی قسم کا نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہیں آسکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنی کہ اگر میں آپ ﷺ کے وجود گرامی پر سلسلہ انبیاء کو ختم نہ کرتا تو آپ ﷺ کے لئے کوئی بیٹا عطا کرتا جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہوتا۔ اور نیز آپ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے۔ ضروری ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو آپ ﷺ کو نرینہ اولاد نہ دی جو زندہ رہتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں یہ بات پہلے سے تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو وہ نبی

ہوں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ پہلے نبی محمد ﷺ کے مبعوث ہو چکے تھے اور بعد نزول شریعت محمدی ﷺ کے پیرو ہونگے اور بیت اللہ ہی انکا قبلہ ہوگا۔ گویا وہ آپ کی امت کے ایک فرد متصور ہوں گے۔ اور مرزائیوں کا یہ جواب بالکل رَدّی اور قیامت تک ہنسی کے لائق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد اب بالکل کوئی نبی نہ آئے گا۔ مطلب یہ کہ چونکہ ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' میں بالکل کا لفظ نہیں اس واسطے نبوت بند نہیں پس نبوت جاری ہے۔ جاہلانہ جواب ہے۔ جیسا کہ کوئی کہے سور کا کھانا حرام نہیں کیونکہ خدا نے بالکل حرام نہیں فرمایا''۔

قولہ۔ الحدیث الثانی:

لَوْکَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ۔ یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

الجواب الاول:

ترمذی میں تو اسے حدیث غریب لکھا ہے۔

الجواب الثانی:

اگر محمد ﷺ مبعوث نہ ہوتے تو عمر مبعوث ہوتا۔ پس چونکہ آنحضرت ﷺ مبعوث ہو گئے تو حضرت عمر مبعوث نہیں ہوئے۔

اقول:

دونوں جوابوں میں یہی ثابت نہیں کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین کے بعد سلسلہ انبیاء جاری ہے۔ بلکہ ''لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ'' سے ثابت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی سپہ سالار اعظم جب نبی نہ ہوئے تو ایک پنجابی جو ڈر کے مارے حج کا فرض بھی ترک کرتا ہے۔ اور جہاد کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔ شاعرانہ مضمون نویسی سے کیونکر نبی ہو سکتا ہے مرزا قادیانی کا مسلمہ اصول ہے کہ کسی حدیث کا مضمون جب پورا ہو جاوے تو وہ حدیث خواہ کیسی ہی ضعیف ہو صحیح مانی جاتی ہے۔ کیونکہ خدا کے فعل نے اس کو صحیح ثابت کر دیا۔ آپ اپنے مرشد کا قول کیوں رَدّ کرتے ہیں۔ حدیث لَا مَھْدِیْ اِلَّا عِیْسٰی کو تو محدثین نے اضعف کہا ہے

وہ کیوں مانتے ہو؟ پس جب خدا کے فعل نے محمد ﷺ کو نبوت و رسالت عطا کر کے خاتم النبیین فرما دیا تو سلسلہ نبوت مسدود ہو گیا۔ اور حدیث صحیح ہو گئی۔[1]

نبوت کے عقیدے کے بیان میں مرزا کی تعلیم

دین اسلام کے مسلمہ اصولوں میں سے ایک نبوت پر اعتقاد ہے۔ بلکہ تمام اَدیانِ آسمانی کے ہاں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ نبوت اور پیغمبری کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے ساتھ ختم ہوا۔ پیغمبر ﷺ کی نبوت اور آپ کا آخری نبی ہونا دین اسلام کے مسلمہ امور میں سے ہے۔ اس پر تمام اُمت اسلامی کا اتفاق و اجماع ہے۔ اگر کبھی اس سلسلے میں کوئی اختلاف بھی ہو تو وہ فرعی مسائل میں ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت کی عقلی دلیل یہی ہے کہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے دعوے کو معجزات کے ذریعے ثابت کیا۔ لہٰذا اگر معجزات چیلنج کے ساتھ ہوں تو یہی نبوت کے اثبات کے لیے قطعی دلیل ہے۔ آپ ﷺ کے اہم ترین معجزات میں سے ایک قرآن کریم ہے۔

آپ ﷺ نے مختلف طریقوں سے لوگوں کو قرآن کا مقابلہ کرنے کا چیلنج دیا:

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ
لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا [2]

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ
اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ [3]

پیغمبر اسلام ﷺ قرآن مجید کے علاوہ بھی مختلف معجزات کے مالک تھے۔ جیسے شق القمر، واقعہ معراج اور عالم غیب کی خبر دینا وغیرہ۔

[1] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، نومبر ۱۹۲۶ء، شمارہ ۱۱، ص: ۱۳۔۱۵
[2] بنی اسرائیل ۱۷: ۸۸
[3] ھود ۱۱: ۱۳

اسلام کے خلاف وقتاً فوقتاً جو تحریکیں اٹھیں ان میں قادیانیت کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ وہ تحریکیں یا تو اسلام کے نظامِ حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلامی کے خلاف لیکن قادیانیت درحقیقت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ہے۔ وہ اسلام کی اَبدیّت اور اُمت کی وحدت کو چیلنج ہے۔ اس نے ختم نبوت سے انکار کر کے اس سرحدی خط کو بھی عبور کر لیا جو اس امت کو دوسری امتوں سے ممتاز و افضل کرتا ہے اور جو کسی مملکت کے حدود کو حاضر کرنے کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔[1]

مرزا قادیانی ''دافع البلاء'' میں لکھتا ہے:

سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔[2]

خدا نے چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑ دے۔[3]

یہ طاعون اس حالت میں فرو ہو گی جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے۔[4]

بابو پیر بخش لاہوری تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ناظرین بہ حسب ارادہ الٰہی ہندوستان کے تمام حصوں میں یکے بعد دیگرے طاعون پڑی اور قادیان کی بستی بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکی۔ حالانکہ (بزعم خود) خدا کا فرستادہ اس میں تھا۔ یہ دلیل اس بات کی ہے کہ طاعون سزا یا عتاب کی وجہ سے نہ تھی۔ اگر قادیان میں نہ آتی تو مانا جاتا۔ مگر می زمین میں جرائم طاعون قدرتاً کم ہوئے ہیں۔ چنانچہ ملتان، منٹگمری، مظفر گڑھ وغیرہ اضلاع کئی سال تک محفوظ رہے۔ قادیان بھی محفوظ رہا۔ تب مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ قادیان میں طاعون نہ آئے گی۔ جب قادیان میں طاعون پڑی تو پھر الہام کو تاویلات سے مرمّت کیا۔ مگر آخر کار قادیان میں طاعون پڑی۔ اور دوسرے شہروں کی طرح حسب معمول جن کی قضا تھی ان کو ہلاک کر کے فرو بھی ہو گئی اور یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی کیونکہ قادیان میں بدستور

[1] ابوالحسن علی ندوی، مولانا، سید، ''قادیانیت''، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص:۱۵۰

[2] مرزا غلام احمد، دافع البلاء و معیار اکل الاصطفاء، ضیاء الاسلام، ۱۹۰۶ء، ص:۱۱

[3] ایضاً، ص:۸

[4] ایضاً، ص:۹

مخالفین کا زور رہا اور طاعون بھی فرو ہو گئی جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ خدائی حکم نہ تھا۔[5]

جب طاعون زوروں پر تھی اور خلق خدا مر رہی تھی۔ دہلی کے ایک مرزائی مولوی نے اشتہار دیا کہ:

ہمارے پیر مرزا قادیانی کا فرمان ہے کہ جو سلسلہ مرزائیت میں آ جائے گا وہ طاعون کی بلا سے محفوظ رہے گا۔ جا بجا بڑے زور اور فخر سے وہ اس بات کو وعظ میں بھی بیان کرتا تھا۔ مرزائی کے گھر میں طاعون نے قدم رنجہ فرمایا۔ گھر کے ۱۳ آدمی یکے بعد دیگرے ایک ہفتہ کے اندر لقمہ طاعون ہو گئے۔ مولوی صاحب گھر سے رات کو بھاگے اور صبح گلی میں مردہ پائے گئے۔[6]

''بجز اِس مسیح کے کوئی شفیع نہیں''۔[7]

بابو پیر بخش لکھتے ہیں:

ناظرین! یہ بھی غلط ہے۔ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہلانا اور شرک بھری تعلیم دے کر شفیع ہونے کا دعویٰ بھی بلا دلیل ہے۔ دوم طاعون بھی بلا شفاعت فرو ہو گئی۔ یعنی لوگوں نے مرزا قادیانی کو قبول نہ کیا اور طاعون فرو ہو گئی اور خدا نے بلا شفاعت مرزا قادیانی کو فرو کر دیا۔

وحی اور نبوت کے متعلق مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لیے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے''۔

بابو پیر بخش، مرزا قادیانی کی بات کے رَدّ میں لکھتے ہیں:

[5] بابو پیر بخش لاہوری، احتساب قادیانیت، ج، ص:۲۸

[6] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، ماہوار رسالہ مئی ۱۹۲۵ء، شمارہ نمبر ۱۸ ص:۱۵

[7] مرزا قادیانی، دافع البلاء، ص:۱۳

ناظرین! مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ باب نبوت من کل الوجوہ بند نہیں ہوا جُزوی طور پر کھلا ہے۔ کس سند شرعی سے ہے؟ قرآن مجید تو ''خاتم النبیین'' فرماتا ہے جس کا معنی اگر مُہر کے بھی کیے جائیں تب بھی بند ہو جانے کے ہیں۔ جیسا کہ محاورہ ہے کہ لفافہ کو مہر کر دو۔ خریطہ کو مہر کر دو۔ جس کے معنی بند ہونے کے ہیں۔ یعنی ایسا بند ہونا مراد ہے کہ غیر کھول نہ سکے۔

بعض قادیانی کہتے ہیں کہ مُہر سے مراد وہ مُہر ہے جو فرمانِ شاہی پر یا عدالت کے کاغذ پر لگتی ہے۔ مراد ہے اگر یہ بھی مانا جائے تب بھی اس کے معنی بند کے ہیں۔ یعنی مُہر کے بعد کوئی اور مضمون درج نہیں ہو سکتا۔ مُہر اس واسطے لگاتے ہیں تاکہ مُہر کے بعد وثیقہ یا اشٹام وغیرہ مسندی کاغذات کا مضمون بند ہو جائے۔ پس ''خاتم النبیین'' کے معنی بند کرنے والا نبیوں کا ہوا۔ چاہے بذریعہ مُہر نبوت ہو یا ختم کرنے والا ہو۔ دونوں آیتوں کے معنی بند کے نکلتے ہیں کسی آیت قرآنی میں نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔ صرف مرزا قادیانی کا بِلا دلیل فرمانا:

''میں کہتا ہوں بالکل بند نہیں ہوا۔ جزوی نبوت کا دروازہ کھلا ہے''۔ کوئی سند قرآنی نہیں ہے اور نہ کوئی تسلیم کر سکتا ہے۔

کہاں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ من کل الوجوہ باب نبوت بند نہیں ہے؟

معمولی عقل کا آدمی بھی جانتا ہے کہ مُہر سے بند کرنا من کل الوجوہ ہوا کرتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کچھ حصہ پر مُہر لگ جائے اور کچھ حصہ بِلا مُہر رہ کر غیر کے دخل کے واسطے باقی چھوڑا جائے بلکہ ایسے بند کرنے کو بند کرنا نہیں کہتے۔ اگر دروازہ بند کرنا مقصود ہے تو دونوں دروازے بند کر کے قفل لگاتے ہیں اگر جزوی دروازہ بند ہو تو وہ بند نہیں ہے اور مہر لگانے سے بھی کلی بند ہونا مقصود ہوتا ہے نا کہ جزوی۔

قرآن مجید میں ختم کے معنی کُلی بند کے ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ

عَذَابٌ عَظِيمٌ [1]

ختم اللہ علیٰ قلوبھم جس کے معنی قلوب کا کُلّی طور پر بند ہونا مراد ہے۔ کیونکہ ولھم عذاب عظیم سے ثابت ہے۔ کیونکہ اگر ختم سے قلوب کفار کلی طور سے بند نہ ہوتے تو عذاب کی وعید مذکور نہ ہوتی پس ثابت ہوا ختم کے معنی مہر کے بھی کریں تو تب بھی کلی بندش کے ہیں۔ [2]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ [3]

خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی تابع داری کرو۔ اگر بالکل دروازہ مسدود نہ ہوتا تو بجائے رسول واحد کے ''رسل'' جمع کا لفظ ہوتا۔

☆ اگر کوئی نبی ظِلّی محمد رسول ﷺ کے بعد آنا ہوتا تو قرآن مجید میں ضرور کسی آیت میں مذکور ہوتا۔

یہ عقل بھی قبول نہیں کرتی کہ کامل نبی کے بعد ناقص نبی آئے۔ بلکہ ناقص کے بعد کامل کا آنا معقول ہے کیونکہ ناقص کی تکمیل کامل کرتا ہے۔ ناقص کا آنا معقول ہے کیونکہ ناقص کی تکمیل کامل کرتا ہے۔ ناقص نبی کامل نبی کی تکمیل ہرگز نہیں کرسکتا۔ کامل نبی کی کامل تعلیم چھوڑ کر ناقص نبی کی ناقص تعلیم کون قبول کرسکتا ہے۔

☆ اگر ناقص نبوت کا دروازہ کھلا ہے تو ۱۳ سو برس میں کون کون ناقص نبی ہوا اور کس کس نے دعویٰ کیا۔ چونکہ کسی نے نہیں کیا اس واسطے ثابت ہے کہ نبوت کا دروازہ رسول ﷺ کے بعد بند ہے۔ [4]

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ

---

1. البقرہ ۲:۷
2. بابو پیر بخش لاہوری، احتساب قادیانیت، ص:۲۹-۳۰
3. الانفال ۸:۲۰
4. بابو پیر بخش لاہوری، احتساب قادیانیت، ج، ص:۳۰

الْإِسْلَامَ دِيْنًا [1]

اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ محمد رسول ﷺ کے بعد کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہیں اور قرآن مجید کی کامل تعلیم ہمارے لئے اور آئندہ نسلوں کے لیے کافی ہے۔

پیروی ہر ایک مسلمان محمد رسول اللہ ﷺ کی کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہتر و بڑھ کر کسی نے پیروی نہیں کی وہ نبی نہ ہوئے۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَوْكَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ
لَكَانَ عُمَرَبْنُ الْخَطَّابْ [2]

''روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اگر کوئی نبی ہوتا میرے بعد تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے''۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ محمد ﷺ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ ہوگا۔ تو مرزا قادیانی جنہوں نے پیروی بھی پوری نہیں کی۔ نہ کسی جنگ میں حضرت محمد ﷺ کے شریک ہوئے نہ ان کی فرمانبرداری کا امتحان ہوا۔ ترک فریضہ کیا یعنی حج کو نہ گئے۔ مدینہ منورہ سے محروم رہے۔ صرف قلم کے زور سے کس طرح نبی تسلیم ہو سکتے ہیں؟ جزوی اشتراک سے کلی اشتراک نہیں ہوسکتا۔ کرم شب تاب آفتاب نہیں ہوسکتا۔

پس مرزا قادیانی بھی چند سچے جھوٹے خوابوں اور الہاموں سے نبی نہیں ہو سکتے۔ اپنے منہ سے جو چاہیں کہیں۔

روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ نہ اٹھیں ''کذابون دجالون'' قریب تیس شخصوں کے ہر ایک ان میں سے دعویٰ

---

[1] المائدہ ۵:۳

[2] ترمذی، ابوعیسیٰ بن عیسیٰ، امام، ''جامع ترمذی''، مترجم: علامہ بدیع الزمان، ضیاء احسان پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۸ء، کتاب المناقب، باب: مناقب عمر بن خطاب، ج:۲

کرتا ہوگا کہ وہ رسول ہے اللہ تعالیٰ کا۔ [3]

بابو صاحب ناظرین کو متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ سے تین امور کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کی ذات نے خود کر دیا ہے:

اول:

''خاتم النبیین'' کے معنی نہیں کوئی نبی بعد میرے۔ صحیح ہیں اور مُہر کے معنی نیم کشادہ دروازہ سمجھنا غلطی ہے۔ زبان عربی رسول ﷺ کی مادری زبان ہے جو معنی حضور ﷺ نے خود حدیث میں کر دیئے وہی درست ہیں۔ مرزا قادیانی خواہ کتنا ہی زور لگائیں اہل زبان میں سے نہیں ہوسکتا اور نہ رسول ﷺ کے معنی غلط ہو سکتے ہیں۔ ان کے مرید اگر ان کو رسول اللہ ﷺ پر ترجیح دیں تو ان کا اختیار ہے۔

دوم:

نہیں کوئی نبی بعد میرے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ناقص نبی کا ہونا من گھڑت کہانی ہے۔ ورنہ ہوتا کہ نہیں کوئی تشریعی نبی بعد میرے۔ پس ثابت ہوا کہ کسی قسم کا نبی رسول اللہ ﷺ کے بعد نہیں ہوگا۔ نبوت کی دو قسمیں مرزا قادیانی کی اپنی ایجاد ہے۔

سوم:

جو اِن جھوٹے مدعیان نبوت کو نہ مانے گا۔ وہی حق پر ہوگا۔ جس سے ظاہر ہے جو جماعت مرزا قادیانی کو نہ مانے گی وہی حق پر قائم رہے گی۔ اور جو مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت مان کر شرک بالنبوۃ کرے گا حق پر نہ ہوگا۔ [4]

☆

---

[3] ایضاً، کتاب الفتن، باب خروج کذابین کے بیان، ج:۱

[4] احتساب قادیانیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ج، ص: ۱۳۱۔۳۲

فصل سوم

حضرت مسیح کی حیات کے بارے صحیح استدلال

عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ایک قرآنی نبی ہیں۔مسلمان ان کو اللہ کا برگزیدہ نبی مانتے ہیں۔جو مخلوق خدا کی ہدایت اور رہبری کے لیے مبعوث ہوئے۔ایک مدت تک زمین پر رہے پھر زندہ آسمان پر اُٹھا لیے گئے۔قرب قیامت آپ پھر نزول فرمائیں گے اور شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے۔ایک مدت تک قیام کریں گے اور پھر وصال فرما کر مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

عام طور پر مسئلہ (ختم نبوت) کا غلط فائدہ قادیانی حضرات نے اٹھایا اور عوام کو گمراہ کیا ہے۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ اگر محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں تو نزول مسیح کے عقیدے سے تضاد ثابت ہوتا ہے ان کی آمد سے ختم نبوت میں فرق نہیں تو پھر محمد ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے نبوت کے دعوے کی گنجائش رہے گی۔اس طرح فرق صرف شخصیت کا ہوگا وغیرہ اور بہائیت نے بھی اس طرح کے بے بنیاد استدلال کا سہارا لے کر اپنا ایک مذہب تشکیل دیتے ہوئے شریعت اسلام کو منسوخ قرار دیا ہے۔

بابو صاحب لکھتے ہیں کہ چونکہ مرزا قادیانی کے دعوؤں کی بنیاد ’’صفاتِ مسیح‘‘ پر ہے۔
اس واسطے انہوں نے ابتدائی بحث ’’وفات مسیح‘‘ پر رکھی ہوئی ہے اور لکھتے ہیں:

’’ہمارے اور مخالفین کے صدق و کذب کو آزمانے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور وفات ہے۔اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعویٰ جھوٹے اور دلائل ہیچ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں‘‘۔[1]

[1] مرزا غلام احمد قادیانی، تحفہ گولڑویہ، ص: ۱۱۴

اسی واسطے مرزائی ’’وفات مسیح‘‘ قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمان ان کے مقابل ’’حیات مسیح‘‘ ثابت کرتے ہیں۔

اگر مرزا قادیانی کو مسیح موعود تسلیم کریں تو حضرت محمد ﷺ کو (نعوذ باللہ) جھوٹا تسلیم کرنا ہوگا۔کیونکہ آپ ﷺ نے صاف صاف لفظوں میں فرمایا کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جس کو نبی اللہ رسول اللہ بھی کہتے ہیں اور جو مجھ سے پہلے گزرا ہے وہ آنے والا ہے۔اگر کوئی بدبخت یہ مان لے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ولد غلام مرتضیٰ قادیانی پنجاب کا رہنے والا سچا مسیح موعود ہے تو اس کے صاف معنی یہ ہوں گے کہ (معاذ اللہ) حضرت خلاصہ موجودات محمد مصطفی ﷺ نے سچی خبر نہ دی۔اور وہ مخبر صادق نہ تھا اور نہ اُس کی وحی کامل تھی اور نہ اُس کا علم سچا تھا کہ آنا تھا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ قادیانی اور حضور ﷺ نے امت کو غلط خبر دی کہ آنے والا عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نبی ناصری ہے۔پھر آنے والا قادیان میں آنا تھا اور رسول ﷺ نے فرمایا کہ دمشق میں نزول ہوگا پھر اس نے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان سے نازل ہو رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام بعد نزول فوت ہوں گے اور میرے مقبرہ میں مدفون ہوں گے مرزا قادیانی کہتا ہے نہیں۔وہ تو فوت ہو چکے ہیں اور کشمیر میں جا دفن ہوئے۔رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ دجال مقام لُدّ میں جو بیت المقدس میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقتول ہوگا۔مرزا قادیانی کہتا ہے نہیں دجال مقام لدھیانہ میں قتل ہوگا۔اور قتل تلوار سے نہیں قلم سے ہوگا وغیرہ وغیرہ۔غرض کہ ہر ایک بات میں رسول اللہ ﷺ سے مرزا قادیانی نے مخالفت کی۔

بابو پیر بخش مرزا قادیانی پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی دین داری دیکھیئے کہ حدیثوں کی تصحیح اپنے الہام سے کرتے ہیں یعنی جو حدیث مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق نہ ہو وہ رَدّی ہے۔حالانکہ جمیع علماء و محدثین کا اتفاق ہے کہ امتی کا الہام وحی کا مرتبہ نہیں رکھتا کیونکہ وحی خاصہ ہے انبیاء علیہم السلام کا، اور امتی کا الہام ظنّی ہے یقینی نہیں ہوتا اور مسلمانوں کو تجربہ ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات موجود ہیں کہ ان کے مضامین پُر از شرک اور غرور نفس پر مبنی

ہیں۔[1]

دیکھو: انت منی بمنزلہ ولدی۔[2] (مرزا تُو ہمارے بیٹے کے جا بجا ہے)۔

یہ الہام اس خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتے جو قرآن مجید اور محمد ﷺ کا خدا ہے۔ جس نے قرآن شریف میں لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ۔[3] فرمایا ہو۔

اب دو الہام ہے ایک الہام قرآن شریف اور انجیل اور اجماع امت کے موافق ہے۔ اور دوسرے الہام انجیل و قرآن شریف اور اجماع امت کے برخلاف ہے۔ پس جو مسلمان ہے اور جس کا دعویٰ ہے کہ وہ مومن کتب اللہ اور رسول اللہ ہے۔ اور جو حضرت خاتم النبیین پر ایمان رکھتا ہے اور ختم نبوت کا منکر نہیں وہ تو ہرگز آسمانی کتابوں اور اجماع امت کے برخلاف یقین نہیں کر سکتا کہ مرزا غلام احمد کا الہام خدا کی طرف سے ہے اور مسیح فوت ہو چکا ہے۔ وہ نہیں آ سکتا اور اس کے رنگ میں مرزا غلام احمد آ گیا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بدبخت یہ مان لے تو ذیل کے باطل عقائد اس کو تسلیم کرنے پڑیں گے۔

اول: ختم نبوت کا منکر ضرور ہو گا جو کہ باجماع اُمّت کفر ہے۔

دوم: مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بھی یقین کرنا ہو گا۔

کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی و رسول تھے۔ جب غیر عیسیٰ کوئی آئے گا تو جدید نبی بعد از حضرت خاتم النبیین ﷺ آئے گا اور یہ کفر ہے۔

سوم: مرزا غلام احمد کو خاتم الانبیاء ماننا پڑے گا، کیونکہ اس صورت میں آخر الانبیاء وہی ہونگے۔

چہارم: امت محمدیہ آخرِ الاُمَم نہ رہے گی، کیونکہ پھر جدید نبی کی امت آخرین امم ہو گی۔

پنجم: حضرت محمد رسول ﷺ اکمل البشر و افضل الرسل نہ رہیں گے۔ کیونکہ پھر تکمیل

[1] عقیدہ ختم نبوت، ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ کراچی، ج:۴، ص:۲۵۵-۲۵۶

[2] مرزا غلام احمد، حقیقت الوحی، ص:۸۶

[3] الاخلاص ۱۱۲:۳

نبوت کی تکمیل مرزا قادیانی سے ہو گی۔

ششم: قرآن شریف آخر الکتاب نہ رہے گا۔ کیونکہ آخر الکتاب مرزا غلام احمد کی وحی ہو گی جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

ہفتم: حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ناقص نبی ثابت ہوں گے۔ کیونکہ کامل کے بعد ناقص نہیں آتا۔ ناقص کے بعد کامل اس لیے آتا ہے کہ اس کے نقائص کی تکمیل کرے۔

ہشتم: دین اسلام ناقص ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جب نبی آتا ہے تو ضرورت ثابت ہوتی ہے اور ضرورت تب ہی ہوتی ہے کہ سابقہ دین ناقص ہوتا ہے۔

نہم: وفات مسیح تسلیم کرنے سے کفر لازم آتا ہے، کیونکہ نص قرآنی انه لعلم للساعة سے ثابت ہے اصالۃً نزول اشراط الساعة سے ایک شرط ہے۔ جب علامت قیامت سے انکار ہو گا، کیونکہ جب شرط فوت ہو تو مشروط بھی فوت ہوتا ہے اور قیامت کا منکر کافر ہے۔

دہم: اگر نزول مسیح بروزی رنگ میں درست تسلیم کر لیں تو جتنے کاذب مسیح گزرے ہیں سب سچے تسلیم کرنے پڑیں گے، کیونکہ وہ بھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

کیسا بدبخت اور گمراہ کن، بے ادب اور گستاخ دشمن جناب رسالت مآب ﷺ ہے وہ شخص کہ حضور ﷺ کو جھٹلائے اور تمام افراد امت سے الگ ہو کر اعتقاد بنا لیں کہ حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات ﷺ کو (نعوذ باللہ) قرآن شریف سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ اور آپ کا ذہن ایسا ناقص تھا کہ وفات مسیح ۳۰ دفعہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمائی اور وہ نہ سمجھے اور ہر ایک حدیث میں جو کہ سَتّر کے قریب ہیں سب میں عیسیٰ ابن مریم ہی فرماتے رہے۔ ایک جگہ بھی بروز مثیل کا لفظ نہ فرمایا اور خدا تعالیٰ نے بھی ۱۳ سو برس تک امت محمدیہ ﷺ کو گمراہ رکھا کہ بروزی نزول نہ بتایا، حالانکہ سلسلہ نزول وحی جاری تھا۔ اور خدا کا وعدہ بھی تھا کہ قرآن کا سمجھانا ہمارا کام ہے۔ مگر خدا نے اپنا وعدہ پورا نہ فرمایا اور آنحضرت ﷺ کو نہ سمجھایا بلکہ مرزا قادیانی کو بھی ''براہین احمدیہ'' کے لکھنے کے وقت تک وفات مسیح علیہ السلام کا معتقد رکھا اور

بقول مرزا قادیانی مشرک رکھا کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

سربسر قول ترا اے بت خود کام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

ترجمہ: ''اے خود پسند شخص تیرے تمام اقوال غلط ہیں تیرا دن غلط ہے رات غلط ہے صبح غلط ہے تیری شام غلط ہے''۔

مرزا قادیانی کا تمام کارخانہ غلط ہے۔ مسلمان ٹھوکر سے بچیں اور صراط مستقیم پر قائم رہیں۔[1]

مسیح موعود اور امت محمدیہ ﷺ کا جواب

''ریویو آف ریلجنز'' بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء میں مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کی طرف سے رسالہ ''تائید الاسلام'' ماہ جون ۱۹۲۳ء کا جواب دیا گیا۔ جواب کیا ہے وہی بلا سند شرعی من گھڑت ڈھکوسلے جو مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹے دعاوی مسیح موعود نبوت و رسالت کاذبہ کے لکھ گئے ہیں بہ تبدیل الفاظ لکھے ہیں جن کا جواب الجواب لکھا جاتا ہے۔

قولہ:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ اُمّت محمدیہ ﷺ کو جس موعود کی بشارت دی گئی ہے وہ اسی امت کا فرد ہے۔ نہ کہ نبی اسرائیل کا رسول''۔

الجواب:

یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح موعود اُمّت محمدیہ کا ایک فرد ہے کیونکہ رسول ﷺ نے حدیث میں صاف صاف فرمایا ہے کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نبی اللہ جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں وہی آنے والا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزہری قال اخبرنی ابو سلمۃ

[1] بابو پیر بخش لاہوری، احتساب قادیانیت، ص:۱۱۔۱۲

بن عبدالرحمن ان ابا ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم یقول انا اولیٰ الناس بابن مریم والانبیاء اولادُ علات لیس بینی وبینہ نبی[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ ابن مریم کا قریبی ہوں۔ انبیاء کرام علاتی بھائی (یعنی باپ سب کا ایک ہے مائیں مختلف ہیں۔ اصول کے اعتبار سے تمام کی شریعتیں متفقہ ہیں اور فروعات کی حیثیت سے مختلف ہیں) میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے''۔

اس حدیث رسول اللہ ﷺ نے تین امور کا فیصلہ کر دیا ہے کہ آنے والا وہی عیسیٰ ابن مریم نبی ناصری ہے نہ کہ کوئی اور شخص امت محمدیہ میں سے۔ کیونکہ پہلے فرمایا کہ سب نبی بھائی ہیں اور آنیوالا میرا بھائی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہے کیونکہ اس کے اور میرے درمیان کوئی بھی نہیں جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنے والا وہی عیسیٰ بن مریم نبی اللہ اور رسول اللہ ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ پھر لیس بینی وبینہ بنی فرمایا۔ یعنی وہ عیسیٰ بن مریم آنے والا ہے کہ جو مجھ سے پہلے گزرا ہے اور اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہونے والا ہے ان تین خصوصیتوں کے ہوتے ہوئے جو شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالتاً نزول سے انکار کرتا ہے اور تاویل باطل کرتا ہے وہ رسول ﷺ کو جھٹلاتا ہے۔

یہ باطل عقیدہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد امت محمدیہ ﷺ میں سے کوئی امتی نبی اللہ ہو اور مسیح موعود بنے۔ کیونکہ امت محمدی ﷺ میں سے جس وقت کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ امت سے خارج ہو جائے گا جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے رسول ﷺ کی زندگی میں دعویٰ کیا اور رسول ﷺ نے خود ان پر کفر کا فتویٰ دیا۔

[2] بخاری، الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ و ذکر فی الکتاب مریم اذانتبذت من اھلھا، رقم الحدیث:۳۱۸۶

علاوہ براں بیس تیس شخصوں نے حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور کافر گردانے گئے۔

مرزا قادیانی خود لکھتا ہے:

''مجھے کہاں یہ حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں''۔[1]

اگر مرزا قادیانی امت محمدیہ ﷺ کے ایک فرد ہیں تو مسیح موعود ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اور اگر مسیح اور نبی اللہ ہیں تو نہ مسلمان ہیں اور نہ امت محمدیہ ﷺ کے ایک فرد ہیں۔ ہر حال میں جھوٹے ہیں کیونکہ آنے والا نبی اللہ ہے اور نبی اللہ ''خاتم النبیین'' کے بعد کوئی نہیں ہوسکتا۔ مرزا اگر مسلمان ہیں تو مسیح نہیں اور آنے والا نبی اللہ وہی مسیح ناصری ہے جو بعد نزول امت محمدیہ ﷺ میں شامل ہو کر شان حضرت محمد ﷺ ظاہر کرے گا۔[2]

قولہ:

''دلائل قرآنیہ اول قرآن کریم نے حضرت مسیح ناصری کی وفات صاف طور پر بیان فرما دی ہے''۔

الجواب:

یہ بالکل غلط ہے کہ قرآن کریم نے صاف طور پر وفات مسیح بیان فرما دی ہے کیونکہ قرآن شریف کی کسی آیت میں نہیں لکھا کہ حضرت مسیح پر موت وارد ہو چکی ہے۔ اگر مولوی اللہ دتا اپنے دعویٰ کی دلیل میں ایک آیت بھی پیش کر دیں جس میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ ؑ پر موت وارد ہو چکی ہے۔ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام بروزی رنگ میں ہوگا تو ہم مولوی صاحب کو زیادہ نہیں لیکن ایک سو روپیہ انعام دینگے۔ جھوٹ بول کر مسلمانوں کو دھوکا دینا ایک مومن کی شان سے

[1] مرزا غلام احمد، حمامۃ البشریٰ، ص:۷۹

[2] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام، نومبر ۱۹۲۳ء، ص:۱۔۳

بعید ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم نے صاف طور پر مسیح ناصری کی وفات بیان فرما دی ہے۔ پس آپ وہ آیت پیش کریں جس میں لکھا ہو کہ ''عیسٰی مات'' یا ''مات اللہ عیسٰی''۔ صاف طور پر وفات مسیح بیان کی گئی ہو۔

مسیح موعود امت محمدیہ میں ایک فرد ہوگا کیونکہ اصالتاً نزول جب نصوص شرعیہ قطعیہ قرآنیہ حدیثیہ سے ثابت ہے تو دلائل پیش کردہ مرزائی صاحبان کے کل باطل ہیں۔ کیونکہ اصالتاً نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے حیات لازم ہے اگر نزول مسیح صحیح ہے تو وفات مسیح باطل ہے اور اس پر اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا نزول زندہ ہیں۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے نبیوں اور رسولوں کی طرح فوت ہو جاتے تو انکا نزول نہ فرمایا جاتا۔ مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمایا گیا ہے اس لئے ثابت ہے کہ موت ان پر وارد نہیں ہوئی۔ کیونکہ جو مر جائے وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتا اور مسیح دوبارہ آنے والا ہے۔ طبعی مردوں کا واپس اس دنیا میں آنا جب ممتنع ہے اور مسیح دوبارہ آنے والا ہے تو ثابت ہوا کہ وہ نہیں مرا۔ یا نعوذ باللہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت اکمل البشر وافضل الرسل قرآن شریف کے مطالب سمجھنے میں ایسے ناقص وقاصر تھے کہ ایک امر یعنی وفات مسیح بقول مرزا قادیانی تیس آیات میں صاف طور پر اور صریح الفاظ میں بیان کی گئی اور آپ نہ سمجھے اور ہر ایک حدیث میں جو ستر کے قریب ہیں سب میں عیسیٰ ابن مریم نبی اللہ اور رسول اللہ ہی فرماتے رہے۔ اور غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ کہیں نہ فرمایا بلکہ خدا تعالیٰ کا نقص کلام بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ صحیح طور پر اپنا کلام حضرت نبی کریم ﷺ پر وحی نہ کر سکا۔ (نعوذ باللہ)۔ ۱۳ سو برس کے عرصے میں کسی کو صحیح معنی نہ بتائے بلکہ مرزا قادیانی کو بھی غلطی پر رکھا اور دعویٰ مسیح موعود کرنے کے بعد مرزا قادیانی کو جو کہ اہل زبان نہیں صحیح معانی ومطالب قرآن بتا سکا۔

ایسے باطل عقیدے سے خدا تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے جس سے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی ہتک ہو۔[3]

[3] بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام نومبر ۱۹۲۳ء، ص:۳،۴

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی کی رائے

''مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افتری علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہم کلام ہوتا ہے تو اس صورت میں بلا شبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔ پس اب تم کو اختیار ہے کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو، یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو''۔[1]

☆

[1] مرزا، غلام احمد، قادیانی، ریویو آف ریلجنز، ص: ۱۲۳، مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء

خلاصۂ تحقیق

محترم بابو پیر بخش لاہوری کا شمار اہل سنت و جماعت کی ان علمی شخصیات میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے تحریر و تقریر کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیا۔

بابو پیر بخش بھاٹی دروازہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ محکمہ ڈاک ملتان میں ہیڈ کلرک کے عہدے پر فائز تھے۔ فروری ۱۹۱۲ء میں پوسٹ ماسٹر کے عہدہ سے ریٹائرمنٹ پائی۔ ملازمت سے فراغت کے بعد بابو صاحب نے غلام احمد قادیانی کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس فتنہ سے اچھی طرح آگاہ ہوئے۔ بالآخر اس فتنہ کی سرکوبی کی ٹھان لی اور اسی سال رد قادیانیت پر کتاب ''معیار عقائد قادیانی'' تحریر فرمائی۔

''معیار عقائد قادیانی'' کی تصنیف کے بعد بابو پیر بخش نے اس بے دین گروہ کے ہر پمفلٹ اور ہر اشتہار کا جواب تحریر فرمایا اور قلیل عرصہ میں غلام احمد قادیانی کے ہر دعوے کے رَدّ پر مستقل کتب تحریر فرمادیں۔ آپ نے لاہور میں ''انجمن تائید الاسلام'' کی بنیاد رکھی۔ اسی نام سے ایک ماہوار رسالہ بھی شائع کرتے رہے۔ اچھرہ کی معروف ذیلدار فیملی کے میاں قمر الدین جوان کے عزیز بھی تھے ان کے دینی کاموں میں بہترین مددگار ثابت ہوئے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی کرتے ہوئے مئی ۱۹۲۷ء میں اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔

نبوت اور رسالت کا روشن سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت کا دور قیامت تک رہے گا۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کو ''عقیدہ ختم نبوت'' کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر ہوا۔ جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری جماعت نے اس گستاخ کو متفقہ طور پر کافر و مرتد اور واجب القتل قرار دے کر اسے اس کی

جماعت سمیت جہنم رسید کیا۔ ہر دور میں جھوٹے مدعیان کے فتنے آئے لیکن ہر دور کے مسلمانوں نے ان فتنوں کو ختم کر کے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔

برصغیر پر قبضہ کرنے کے باوجود انگریز جو مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے خائف تھے اس نے اسلامی تاریخ سے یہ اخذ کر لیا تھا کہ مسلمانوں کی عزت جہاد سے اور مسلمانوں کی ذلت عدم جہاد سے ہے۔ انگریز نے جہاد کو ختم کرنے اور اُمّت کو تقسیم کرنے کے لئے ایک انگریزی نبی بنانے کا منصوبہ بنایا اس کام کے لیے اس نے سیالکوٹ کچہری کے ایک منشی مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا جس کا خاندان انگریزی حکومت کا وفادار تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے اجرتی ڈاکو کا کردار ادا کرتے ہوئے ''فتنہ قادیانیت'' کی بنیاد رکھی۔

بابو صاحب نے ختم نبوت کے دفاع میں کتابیں اور رسائل لکھے۔ اور مرزا صاحب کے ہر جھوٹے دعویٰ کا قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیا۔ مرزا ایک فتنہ تھا اس فتنے کے سد باب کے لیے بہت سے لوگوں نے اپنا کردار ادا کیا۔ ان کے کام کو شہرت اور پذیرائی بھی ملی۔ لیکن بابو پیر بخش لاہوری کو وہ شہرت نہ ملی جس کے وہ حق دار تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے حالات زندگی اور خاندان کے متعلق زیادہ جاننا مشکل تھا لیکن میرے اساتذہ اور معاونین کی کرامت ہے کہ میں بابو صاحب کے متعلق کچھ لکھ پائی۔

سفارشات

اس مقالے کے لئے دوران تحقیق اور مطالعے کے بعد محققہ نے کچھ کچھ نکات اخذ کیے ہیں اگر وہ ہوتے تو مقالہ تحریر کرنے میں آسانی ہوتی یا مقالہ مزید اچھا ہو سکتا تھا۔ ذیل میں چند ایک سفارشات درج کی گئی ہیں۔ امید ہے کہ ان پر غور کیا جائے گا:

۱۔ ''انجمن تائید الاسلام'' کے رسائل جو مختلف جگہوں میں بکھرے پڑے ہیں۔ کچھ فائلیں ''حزب الانصار'' بھیرہ میں ہیں اور کچھ فائلیں ''دار بنی ہاشم'' ملتان کے کتب خانے کی زینت ہیں اور چند رسالے ''جامعہ فتحیہ'' میں بھی موجود ہیں۔ مولانا کاشف مدنی کے پاس بابو صاحب کے رسائل موجود ہیں اور کچھ رسائل کی حالت ایسی ہے کہ کاپی بھی نہیں کروائے جاسکتے۔ کاشف مدنی فیصل آباد میں رہائش پذیر ہیں تو ہر کوئی ان

کی رہائش گاہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے محققہ کی تجویز ہے کہ ''انجمن تائید الاسلام'' کے مختلف جگہوں پر موجود ان رسائل کی Scanning کرائی جائے اور پرنٹ لے کر انہیں کتاب کی شکل دی جائے۔ یہی نہیں انہیں مقامی لائبریریوں میں بھی رکھوایا جانا چاہئے۔

۲۔ بابو پیر بخش لاہوری کی تمام کتب اور دیگر تحریریں بڑی بڑی لائبریریوں میں رکھوائی جائیں۔

۳۔ بابو پیر بخش لاہوری کی حالاتِ زندگی کے متعلق معلومات بہت کم ہیں۔ جیسا کہ بابو صاحب محکمہ ڈاک ملتان میں کام کرتے تھے۔ تو خاتون ہونے کی حیثیت سے میرے اتنے وسائل نہیں ہیں کہ میں ملتان جاؤں۔ میں سفارش کرتی ہوں کہ مستقبل میں اگر کسی کو وقت ملے وہ بابو پیر بخش صاحب پر ریسرچ کرے تو وہ محکمہ ڈاک ملتان میں جائے۔ تا کہ بابو صاحب کی شخصیت اور خدمات کے بارے میں تازہ معلومات پیش کر سکے۔

۴۔ بابو پیر بخش کے متعلق انٹرنیٹ پر کوئی مواد موجود نہیں ہے۔ بابو صاحب سے متعلق مواد انٹرنیٹ پر ہونا چاہئے تا کہ لوگ لاہوری صاحب کی شخصیت اور خدمات کے متعلق جان سکیں۔

۵۔ بابو پیر بخش لاہوری نے دین کا اہم کام (دفاع ختم نبوت) کیا ہے۔ لیکن دیگر علماء کی طرح بابو پیر بخش صاحب کا ذکر کتابوں میں نہیں ملتا۔ حکومت کو چاہیے کہ بابو صاحب کی خدمات کی قدر کرتے ہوئے ان کے متعلق معلومات بھی درسی کتابوں میں درج کرائے۔

۶۔ ''جامعہ فتحیہ'' کے منتظمین حافظ میاں محمد نعمان، میاں محمد عفان، میاں محمد اویس جو بابو پیر بخش صاحب کی ذیلدار فیملی کے افراد ہیں۔ ان کو ختم نبوت سے متعلق اپنے بڑوں کے کارہائے نمایاں کو یک جا کر کے محفوظ کرنا چاہئے تا کہ آئندہ آنے والے محققین کو آسانی ہو۔

☆

مصادر و مراجع

☆ القرآن الکریم
☆ ابن اثیر، ابو السعادات مبارک بن محمد بن عبدالکریم، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، بیروت، المکتبۃ العلمیۃ، ۱۳۹۹ھ
☆ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، بیروت، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ
☆ ابن منظور، محمد بن مکرم علی، لسان العرب، بیروت، دار صادر، س۔ن
☆ ابوالحسن علی ندوی، سید، قادیانیت، مجلس نشریات اسلام، کراچی، س۔ن
☆ ابوداؤد، امام، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابوداؤد، بیروت، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ
☆ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، مکتبہ جدید پریس، لاہور، ۱۹۸۸ء
☆ اقبال احمد فاروقی، علامہ، صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ۲۰۱۲ء
☆ الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلشرز، لاہور، ۱۳۹۸ھ
☆ البخاری، محمد بن اسماعیل بن المغیرہ، صحیح البخاری، مترجم: مولانا محمد داؤد رحمۃ اللہ علیہ، احسان ویلفیئر فاؤنڈیشن، اسلام آباد
☆ الیاس الظنون الیاس، القاموس العصری، قاہرہ، ۱۹۱۳ء
☆ ام کفیل بخاری، سیدی وابی، بخاری اکیڈمی، ملتان، ۲۰۱۸ء
☆ انٹرویو، ڈاکٹر ضیاء الحق قمر، اکتوبر ۲۰۲۰ء، بروز جمعرات
☆ انجیل برنباس
☆ بابو پیر بخش لاہوری، انجمن تائید الاسلام

☆ بابو پیر بخش لاہوری، عقیدہ ختم نبوت، تالیف: توفیق احمد جونا گڑھی، ادارہ تحفظ العقائد اسلامیہ، پاکستان، ۲۰۱۷ء
☆ بابو پیر بخش لاہوری، معیار عقائد قادیانی، قاطع فتنہ قادیان، لاہور، ۱۹۱۲ء
☆ بابو پیر بخش لاہوری، احتساب قادیانیت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، س۔ن
☆ بخاری، ابوعبداللہ بن اسماعیل، صحیح بخاری، بیروت، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ
☆ ترمذی ابوعیسیٰ بن عیسیٰ، امام، جامع ترمذی، مترجم: بدیع الزمان ضیاء احسان پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۸۸ء
☆ ترمذی، ابوعیسیٰ بن عیسیٰ، سنن ترمذی، بیروت، مطبوعہ دارالفکر، ۱۴۱۴ھ
☆ ثاقب رضا، قادری، رد قادیانیت اور سنی صحافت، لاہور، ۲۰۱۴ء
☆ حاکم، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک، بیروت مطبوعہ دارالمعرفۃ، ۱۴۱۸ھ
☆ احمد بن حنبل، المسند، بیروت، مطبوعۃ الکتب اسلامی، س۔ن
☆ خواجہ عبدالمجید، جامع اللغات، جامع اللغات کمپنی، لاہور، س۔ن
☆ دارمی، ابوعبداللہ بن عبدالرحمن، سنن دارمی، بیروت، مطبوعہ دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ
☆ راغب اصفہانی، ابو قاسم حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، ادارہ شامیہ بیروت، ۱۹۹۲ء
☆ سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، رومی پبلی کیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۷ء
☆ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، لاہور، ۱۹۸۳ء
☆ شاہد حمید، قادیانیت ایک فتنہ، بک کارنر شوروم، جہلم، پاکستان، ۲۰۱۰ء
☆ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، پرنٹنگ محل، کراچی، ۱۹۸۵ء
☆ ضیاء الحق قمر، ڈاکٹر، جامعہ فتحیہ تاریخ کے آئینے میں، دارالمؤلفین جامعہ فتحیہ، لاہور، ۲۰۱۸ء
☆ طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، مسند الشامیین، بیروت مطبوعہ موسۃ الرسالہ، ۱۴۰۹ھ
☆ عبدالمجید، مولانا، شیخ الحدیث، آئینہ قادیانیت، مکتبہ الحرمین، لاہور، ۱۴۳۱ھ

☆ عبدالواجد قادری، مفتی، قادیانی دھرم، القرآن ادارہ اسلامیات نیدرلینڈ یورپ، س۔ن

☆ عنایت اللہ چشتی، مولانا، مشاہدات قادیان، مکتبہ معاویہ، ملتان، ۱۹۸۷ء

☆ غلام احمد قادیانی، نزول المسیح، قادیان، دارالامان، گورداسپور، پنجاب، ۱۹۰۹ء

☆ غلام احمد، قادیانی، آئینہ کمالات اسلام، قادیان، ۱۸۹۳ء

☆ قائم نقوی، اسلام کے بنیادی عقائد میں ختم نبوت کی اہمیت، ماہ نو ۱۹۸۵ء

☆ قشیری، امام ابوالحسن مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مکہ مکرمہ، مکتبہ نزار مصطفی الباز، ۱۴۱۷ھ

☆ کاندھلوی، محمد ادریس، عقائدالاسلام، مکتبہ عثمانیہ، لاہور، س۔ن

☆ کاندھلوی، محمد ادریس، احتساب قادیانیت (رسائل رد قادیانیت) عالمی مجلس ختم نبوت، ملتان، ۱۹۹۷ء

☆ کتب المقدس

☆ محمد انوری، مولانا، انورانوری، فیصل آباد، ۲۰۱۹ء

☆ محمد ثاقب رضا قادری، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، احوال و آثار فیضی، ورلڈ ویو پبلشرز، اردو بازار لاہور، ۲۰۲۰ء

☆ محمد سلطان شاہ، بھٹو اور قادیانی مسئلہ، جنگ پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۳ء

☆ محمد شفیع، مولانا، ختم نبوت کامل، شمس پرنٹنگ پریس، کراچی، ۲۰۰۱ء

☆ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، جاوید پریس، کراچی، ۱۹۶۹ء

☆ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، شیخ الاسلام، عقیدہ ختم نبوت، منہاج القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء

☆ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، پروفیسر، عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت، تحریک منہاج القرآن، لاہور، ۱۹۹۹ء

☆ محمد طیب، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اشرف برادرز، لاہور، ۱۹۷۷ء

☆ محمد عطاء اللہ، مفتی، علامہ، قادیانیوں کا مسلمانوں سے کیا تعلق ہے، جمعیت اشاعت اہل سنت، پاکستان، ۲۰۰۷ء

☆ محمد کاشف اقبال، مدنی، رضوی، قادیانیت کے بطلان کا انکشاف، والضحیٰ پبلی کیشنز،

پاکستان، ۲۰۱۶ء

☆ محمد کلیم ''میاں''، محمد اویس ''میاں'' ضیاء الحق قمر، ڈاکٹر، شجرہ نسب خاندان ارائیاں ذیلدار، جامعہ فتحیہ، لاہور

☆ محمد متین خالد، ثبوت حاضر ہیں، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، ۱۹۹۷ء

☆ محمد متین خالد، قادیانیت، ثبوت حاضر ہیں، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۱ء

☆ مرزا غلام احمد قادیانی، اربعین، ضیاء الاسلام، ۱۹۰۰ء

☆ مرزا غلام احمد قادیانی، انجام اتھم، ضیاء الاسلام، س۔ن

☆ مرزا غلام احمد قادیانی، حمامۃ البشریٰ، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور، س۔ن

☆ مرزا غلام احمد قادیانی، روحانی خزائن، ناظر اشاعت، پاکستان، ۲۰۰۸ء

☆ مرزا غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، مطبوعہ قادیان، ۱۸۹۸ء

☆ مرزا غلام احمد قادیانی، کشتی نوح، ضیاء الاسلام قادیان، ۱۹۰۴ء

☆ مرزا غلام احمد، انوار الاسلام، پنجاب پریس سیالکوٹ، س۔ن

☆ مرزا غلام احمد، ایک غلطی کا ازالہ، ملک فضل حسین بک ڈپو، ۱۹۰۱ء

☆ مرزا غلام احمد، حقیقۃ الوحی، دفتر بک ڈپو، ۱۹۲۳ء

☆ مرزا غلام احمد، خطبہ الہامیہ، ضیاء الاسلام قادیان، ۱۹۰۲ء

☆ مرزا غلام احمد، دافع البلاء و معیار اکل الاصطفاء، ضیاء الاسلام، ۱۹۰۲ء

☆ مرزا غلام احمد، ریویو آف ریلیجنز

☆ مرزا غلام احمد، قادیانی، تحفۂ گولڑویہ، قادیان، ۱۹۰۲ء

☆ مرزا غلام احمد، توضیح المرام، مطبع ضیاء الاسلام قادیان، ۱۸۹۷ء

☆ مسعود احمد، تفسیر قرآن عزیز، جماعت المسلمین، کراچی، ۱۹۹۴ء

☆ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، اردو ڈائجسٹ پرنٹرز، لاہور ۱۳۹۲ھ

☆ ہشام الٰہی ظہیر، حافظ، قادیانیت، ادارہ ترجمان القرآن والسنۃ، لاہور، س۔ن

☆

رپورٹ: سالانہ ختم نبوت کانفرنس (شکرگڑھ)

فرنگی استعمار نے مسلمانوں کے دلوں میں سے محبت رسول اللہ ﷺ کا پاکیزہ جذبہ کھرچنے کے لیے کئی حربے آزمائے اور پراپیگنڈے کیے۔ ان سب میں بدترین ناکامی کے بعد حُسن فطرت کے عظیم شاہکار (ﷺ) کے جمال جہاں آراء کی رعنائیوں کو مدہم کرنے کے لیے آخری حربے کے طور پر خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ رچایا اور انسانیت کے نام پر دھبہ، ایک مخبوط الحواس اور فاتر العقل شخص کو قصر نبوت میں نقب زنی کے لیے استعمال کیا۔ جس کو دنیا مرزا قادیانی کے نام سے جانتی ہے۔ مرزا نے انگریز کے خود کاشتہ پودے اور لے پالک بہروپیے کی طرح مختلف روپ بدلے یہاں تک کہ اس بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک ختم نبوت کا عقیدہ رکھنے والے ہر مکتبہ فکر کے علماء کرام اور دین کا درد رکھنے والے افراد اور مختلف مذہبی جماعتوں کے علماء اس فتنہ کے تعاقب میں ہیں۔ ایسی جماعتوں میں سے ''ادارۃ المنتھی پاکستان'' بھی ہے جو اس فتنے کے تحریری اور تقریری تعاقب میں مصروف ہے۔ اس کے اساتذہ اور مبلغین مسلمانوں کی قیمتی متاع ایمان کے تحفظ اور اس سیاسی فتنہ کے قلع قمع میں مصروف عمل ہیں۔ ''ادارۃ المنتھی پاکستان'' یوں مختلف اضلاع میں چھوٹے بڑے پروگرامز کا انعقاد کرتا رہتا ہے۔ جس میں کچھ پروگرامز تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔

ان پروگرامات میں سے صوبہ پنجاب کے دور افتادہ شہر شکرگڑھ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد ہے جو عرصہ سات سال سے جاری ہے۔ اس کانفرنس کا عُشّاقِ ختم نبوت کو شدید انتظار رہتا ہے۔ کانفرنس کے انعقاد کی تاریخ کا اعلان ہوتے ہی علاقہ بھر میں اس کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ گزشتہ سال ہونے والی کانفرنس کے بعد والی میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ اس سال بادشاہ میرج ہال کی بجائے کانفرنس کا اسٹیج شکرگڑھ کی مرکزی جامع مسجد نور میں لگایا جائے۔ اس کے لیے ڈی پی او نارووال کے پاس درخواست جمع کروا دی گئی۔ کانفرنس سے چند دن پہلے انتظامیہ کی طرف سے اجازت نامہ کا لیٹر ہمیں پہنچا دیا گیا۔ اس طرح کانفرنس کی تیاریاں عروج پکڑنے لگیں۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور 19 نومبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عشاء جامع مسجد نور میں کانفرنس کا اسٹیج اور پنڈال سجا دیا گیا۔ جسے حسب سابق مفتی غلام مرتضیٰ ساقی مدظلہ العالی اور ان کے رفقاء علامہ حافظ شکیل احمد (دسری)، حافظ نوید احمد چوہدری، محترم محمد عمر نمبردار، محمد حسنین ملک، چوہدری محمد صدیق شرفی، چوہدری محمد شفیق مرحوم اور صاحبزادہ غلام حیدر ساقی نے سرکار تاجدار ختم نبوت ﷺ سے اپنی وابستگی کا خوب اظہار کرتے ہوئے ہر طرح کی تیاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

کانفرنس کی باقاعدہ کارروائی

عالمی ایوارڈ یافتہ صاحبزادہ قاری غلام مجتبیٰ ساقی کی خواہش پر استاذ الحفاظ قاری نور نبی نقشبندی (مدرس جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور) نے قرآنی آیات اپنے دل موہ لینے والے انداز سے پیش کر کے سینوں کو قرآن کے نور سے روشن کیا۔ ثناء خوانوں میں معروف مدّاح رسول اعجاز حسین شکرگڑھی، محمد ذیشان آسوی اور جمیل اختر نقشبندی شامل تھے، جنھوں نے نعتیہ کلام پیش کر کے سامعین کو خوب گرمایا۔ کانفرنس کی نقابت کے امور مفتی غلام مرتضیٰ ساقی اور ان کے معاون نقیب حافظ حبیب رضا کے سپرد کیے گئے جو کہ بخوبی نبھائے گئے۔

مجاہد ختم نبوت، مبلغ ختم نبوت حضرت علامہ بدیع الزمان بھٹی ایڈووکیٹ (صدر ورلڈ ختم نبوت یوتھ فورس) نے لوگوں میں شعور ختم نبوت بیدار کرنے کے لیے بڑا جاندار، ولولہ انگیز اور فکر انگیز خطاب فرمایا۔ بعد ازاں سفیر ختم نبوت حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظ اللہ تعالیٰ (بانی ادارۃ المنتھی پاکستان) نے علاقہ بھر سے آئے ہوئے علماء کا اور عوام الناس کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی محقق العصر، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی مدظلہ العالی (آف سرگودھا) کو خطاب کے لیے دعوت پیش کی۔ قاسمی صاحب نے علمی و تحقیقی خطاب سے عوام الناس کو فتنہ قادیانیت سے روشناس کیا۔

صدارت کی مسند پر شیخ طریقت و شریعت عالمی مبلغ اسلام محبوب الذاکرین حضرت خواجہ پیر محمد بدر عالم جان مدظلہ العالی (سجادہ نشین دربار عالیہ مرشد آباد شریف پشاور) اور یادگار اسلاف متوکل علی اللہ پیر طریقت رہبر شریعت جناب حافظ قاسم علی ساقی حفظ اللہ (آستانہ چشتیہ مہریہ جلالپور درس شکر گڑھ) تشریف فرما تھے۔ سیکورٹی پر مامور ختم نبوت کے رضا کاران کانفرنس کے شرکاء سے خندہ پیشانی اور خوش اسلوبی سے پیش آنے کی عملی تصویر بنے ہوئے تھے۔ صاحبزادہ غلام حیدر ساقی اور ان کے معاونین مختلف جماعتوں کے ذمہ داران وعہدیداران اور خطباء کرام کا استقبال مثالی اخلاق اور خندہ پیشانی سے کرتے نظر آرہے تھے اور چہروں پر ایک عجیب سی نورانیت چمک رہی تھی۔ کانفرنس ہر لحاظ سے بھرپور کامیاب رہی، فقید المثال کانفرنس کے انعقاد سے سات سال میں کبھی ایک چیونٹی کو بھی تکلیف نہیں ہوئی۔ ایک پتّا نہیں ٹوٹا ایک مچھر کا پَر زخمی نہیں ہوا۔ اتنی پُرامن کانفرنس کا انتظامیہ سمیت تمام ماحول گواہ ہے کہ قانون کی پابندی کی مثال قائم کردی گئی۔ کانفرنس کے آغاز سے اختتام تک پیر طریقت رہبر شریعت پیکر غیرت وحمیت جناب صاحبزادہ پیر محمد عطاالحق نقشبندی سجادہ نشین حضور مفکر اسلام، مصنف کتب کثیرہ علامہ غلام مصطفی مجددی، حضرت علامہ عطاء المصطفی رضوی (خطیب جامع مسجد نور)، پیرزادہ راجہ محمد ریاض شرفی، مفتی شاہد محمود مدنی (چیئر مین کنزالایمان بیکن اسکول)، محترم محمد ممنون آسوی صاحب اپنی نشستوں پر تشریف فرما رہے۔

اجتماع بھرپور اور بے مثل پروگرام تھا استقبالیہ پر حافظ راحیل احمد چشتی نے خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظ اللہ تعالیٰ کی عقیدہ ختم نبوت پر لاجواب کتب کا سٹال لگا رکھا تھا جس سے پروگرام کی افادیت بڑھ گئی۔ اس تاریخی کانفرنس کا اختتام انتہائی رقت آمیز دعا کے ساتھ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ادارۃ المنتہی پاکستان کی پوری ٹیم اور دیگر ساتھیوں کو مزید برکات دے توفیقات میں اضافہ ہو کہ تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت کی صداؤں سے عالم معطر ہوتا رہے۔

☆

''وفائے ختم نبوت تربیتی نشست''

7 اکتوبر 2021ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ رحمت ٹاؤن شپ لاہور ادارۃ المنتہی پاکستان کے کارکنان کی سفیر ختم نبوت حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی کے ساتھ خصوصی میٹنگ ہوئی جس میں اہم امور پر تبادلہ خیال کیا گیا اور کارکنان نے خصوصی طور پر تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت پر اپنی زندگیاں وقف کرنے کے لیے خواجہ صاحب کو حلف دیا۔

جانثاران ختم نبوت کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔	قاری اکرام اللہ صدیقی (حویلی لکھاں)	۲۔	سید حبیب الرحمن شاہ (منچن آباد)
۳۔	قاری غلام مجتبیٰ ساقی (شکر گڑھ)	۴۔	سید عامر فاروقی شاہ جی (چیچہ وطنی)
۵۔	قاری اویس معینی	۶۔	عامر علی چشتی (تحصیل لالیاں)
۷۔	راحیل احمد چشتی (حجرہ شاہ مقیم)	۸۔	علامہ محسن چشتی (شکر گڑھ)
۹۔	ظہیر احمد فاروقی (ہارون آباد)	۱۰۔	محمد نعمان چشتی (لاہور)
۱۱۔	حذیفہ جمیل (شکر گڑھ)	۱۲۔	حافظ مامون چیمہ (شکر گڑھ)
۱۳۔	حفیظ الخیری (میانوالی)	۱۴۔	علامہ محمد قاسم (ملتان)
۱۵۔	علامہ محمد عاصم (ملتان)	۱۶۔	محمد عمیر رضا چشتی (بہاولنگر)
۱۷۔	محمد آصف چدھڑ (میاں چنوں)	۱۸۔	احمد رضا فاروقی (بہاولنگر)
۱۹۔	رانا محمد عبداللہ (شکر گڑھ)	۲۰۔	مزمل رضا فاروقی (حویلی لکھاں)
۲۱۔	محمد عباس کشمیری (ضلع باغ)	۲۲۔	شرافت علی فاروقی (پھول نگر)
۲۳۔	کاشف علی قصوری (قصور)	۲۴۔	غلام قادر ساقی (شکر گڑھ)

رپورٹ: تحفظ ختم نبوت تربیتی کنونشن

27 دسمبر بروز پیر بعد نماز عشاء:

"ادارۃ المنتھٰی پاکستان" کے زیر اہتمام سہ ماہی (مجلہ) المنتہیٰ کی مسلسل اشاعت کے چار سال مکمل ہونے پر (مجلہ المنتہیٰ) کی رابطہ کمیٹی نے بڑی محبت اور خلوص کے ساتھ ایک علمی اور تربیتی نشست کا اہتمام بعنوان "تحفظ ختم نبوت تربیتی کنونشن" اس فکر اور سوچ کے ساتھ کہ ہماری نوجوان نسل میں ختم نبوت جیسے حساس مسئلہ کی سمجھ بوجھ پروان چڑھ سکے۔ مدارس دینیہ کے طلبہ کے اندر بھی شعور ختم نبوت اجاگر ہو۔ کنونشن کا آغاز تلاوت کلام پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ سے ہوا۔ خطبہ استقبالیہ شیر اہل سنت صاحبزادہ مفتی غلام مرتضیٰ ساقی (مدیر مجلہ المنتہیٰ) نے بڑے فکر انگیز کلمات کے ساتھ اور اتحاد اہل سنت کو سامنے رکھتے ہوئے دیا اور عوام اہل سنت و علماء اہل سنت سے دردمندانہ اپیل کی کہ تحفظ ختم نبوت جیسے موضوع پر متحد ہو جائیں۔ اس کے بعد فقیر نے مجلہ المنتہیٰ کی چار سالہ تفصیلی "رپورٹ" اور "ادارۃ المنتہیٰ" کی روزمرہ مصروفیات پر مختصر ڈاکومنٹری پیش کی۔ خصوصی لیکچر کے لیے وکیل ختم نبوت صاحبزادہ بدیع الزمان بھٹی ایڈووکیٹ صاحب مائیک پر تشریف لائے اور کیا خوبصورت محققانہ گفتگو فرمائی۔ آپ کی گفتگو کے دوران ایسے لگتا تھا جیسے سامعین کے دلوں میں نور ایمانی کی روشنی پھوٹ رہی ہو۔ کنونشن کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تاجدار ختم نبوت سبحان اللہ اور واہ واہ کی صداؤں سے فضا معطر ہوتی رہی۔ لیکچر کے بعد استاذ العلماء سفیر ختم نبوت حضرت خواجہ غلام دستگیر فاروقی حفظہ اللہ تعالیٰ نے علماء اور عوام الناس کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے صدارتی کلمات کے لیے استاذ العلماء حاجی محمد امداد اللہ نعیمی قادری زید شرفہ (صدر نظام

المدارس پاکستان ناظم: جامعہ ام اشرف جمال گلیکسو ٹاؤن لاہور) کو دعوت دی اور آپ نے انتہائی فکری خطاب فرمایا اور مسند صدارت پر پیر طریقت رہبر شریعت یادگار اسلاف قبلہ حافظ قاسم علی ساقی مدظلہ تشریف فرما ہے۔

آخر میں رابطہ کمیٹی کے ممبران کو اعزازی انعامات سے نوازا گیا۔ جن کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ قاری محمد مجید نوری
۲۔ قاری نور نبی نقشبندی
۳۔ عمر علی عطاری قادری
۴۔ حافظ حماد ملک
۵۔ راحیل احمد چشتی
۶۔ حافظ محمد شکیل شکرگڑھ
۷۔ محمد حسنین ملک

عظیم مدّاح رسول حافظ شہباز حنیف نقشبندی نے اپنی خوبصورت آواز سے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کر کے کنونشن کا اختتام کیا۔

اللہ پاک ادارۃ المنتہیٰ پاکستان کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

تاجدار ختم نبوت زندہ باد
ادارۃ المنتہیٰ پاکستان پائندہ باد
ازقلم: غلام قادر ساقی

☆